قد افلح من تزکّی و ذکر اسم ربہ فصلّی (القرآن الکریم)

وہ فلاح پاگیا جس نے تزکیہ کرلیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہوگیا

ماہنامہ

المرشد

لاہور

اپریل 1994ء

اداریہ

ہمارا معاشرہ سر کے بال سے پیر کے ناخنوں تک برائیوں کی گرفت میں ہے۔ اس میں بھی شک نہیں کہ ہماری عوامی آبادی کی اکثریت ان برائیوں سے نالاں و پریشان ہے۔ اور اس کا خاتمہ چاہتی ہے۔ اس خواہش کے لئے عوام نے اپنی توقعات حکومت سے' سیاسی پارٹیوں سے' سیاسی لیڈروں سے' دینی رہنماؤں سے' اور فوج کے جرنیلوں سے وابستہ کر رکھی ہیں۔ یہ برائی پھیلانے اور لاگو کرنے والا طبقہ اگرچہ نہایت تھوڑی تعداد میں ہے لیکن وہ معاشرے کی اکثریت پر اس قوت سے چھایا ہوا ہے کہ پاکستان کی ۴۶ سالہ زندگی میں کوئی حکومت' کوئی سیاسی یا دینی لیڈر' یہاں تک کہ فرعونی طاقت والے فوجی جرنیل بھی اس معمولی تعداد والے طبقے سے ٹکر لینے کی جرات نہ کر سکے۔ سمٹنے کی بجائے ان کی گرفت معاشرے کے ان شعبوں اور اداروں تک بھی پہنچ گئی جو برائی کی پہنچ سے بہت بالا تر سمجھے جاتے تھے۔ تعلیم و تدریس' دین و مذہب اور مسجد و خانقاہ بھی ان سے محفوظ نہ رہے۔ جو معاشرہ اس قدر بے بس و بے حس ہو جائے وہ آزادی' عزت و احترام اور قومی وقار کے مطالبے کا حق دار بھی نہیں رہتا۔ مال و دولت کی فراوانی اور بے شمار قومی وسائل بھی اس قوم کو آزاد' قابل عزت اور خوددار نہیں بنا سکتی۔ پاکستان تو کیا' اس وقت تو ہر مسلمان ریاست' بلکہ پوری مسلمان قوم اپنی اخلاقی' سیاسی' معاشی' معاشرتی اور دفاعی آزادی سے محروم ہے۔ خواہش اور تمنا تو ہر فرد کی یہی ہے کہ حکومت مخلص اور نیک لوگوں کے ہاتھ میں آئے کہ قومی خزانے کی بندر بانٹ ختم ہو۔ برائی اور ظلم کا خاتمہ ہو اور انصاف کا بول بالا ہو۔ قتل و غارت' رشوت' خیانت' بدکاری اور بے حیائی سے پاک معاشرہ تشکیل پائے۔ لیکن یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے؟ مجھے رشوت ملے' میں نہ چھوڑوں' مجھے سفارش ملے. اس سے فائدہ اٹھاؤں۔ اپنے سے کمزور پر ظلم و زیادتی سے باز نہ آؤں۔ جھوٹ کا مزہ نہ چھوڑوں' مگر اچھے معاشرے کی خواہش کروں؟ تو یہ کیسے تبدیل ہو گا؟ خواہش کوئی جادو کی چھڑی تو نہیں۔ صحیح' ظلم اور برائی سے پاک معاشرہ قائم کرنے کے لئے تو حضور پاکؐ کو بھی خلوص کے ساتھ سال ہا سال اپنی ذات مبارکؐ پر محنت و مجاہدہ' صحابہ کرامؓ کا تزکیہ و تربیت اور کفار سے جہاد و مقابلے کے عمل سے گزرنا پڑا۔ انہوں نے کسی معجزے کا سہارا نہیں لیا۔ تو آج ہم جن برائیوں اور تاریکیوں کے دلدل میں ڈوبے پڑے ہیں۔ بغیر ہاتھ پیر ہلائے' صرف خواہش کرنے سے ہمیں ایک اعلیٰ مثالی معاشرہ کیسے نصیب ہو سکتا ہے؟ خواہش کرنے سے پورے ملک' پوری قوم میں کیسے انقلاب لایا جا سکتا ہے؟ نہ ہی ملک' نہ ہی قوم آپ کے اور میرے کنٹرول میں ہے۔ آپ کے اور میرے کنٹرول میں تو ہماری اپنی قوت عمل بھی نہیں۔ تو پھر کیوں نہ پہلے اپنی قوت عمل پر کنٹرول کرنا سیکھیں۔ اپنے ہی وجود سے برائیوں کو نوچ کر پھینکنا سیکھیں۔ اپنی فکر' اپنی سوچ کو آزادی کا سبق سکھائیں۔ اپنی ذات کو عزت و احترام کے قابل بنائیں۔ اگر ہم اپنی زندگی میں' اپنی سوچ میں' اپنے وجود میں انقلاب پیدا کرنے کے قابل ہو جائیں تو ہم پورے ملک میں' پورے معاشرے میں پوری قوم میں انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔

تاج رحیم

پاک سرزمین کا وارث کون؟

ملک محمد اکرم اعوان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ وَلَقَدۡ کَتَبۡنَا فِی الزَّبُوۡرِ مِنۡۢ بَعۡدِ الذِّکۡرِ اَنَّ الۡاَرۡضَ یَرِثُہَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوۡنَ ○ اِنَّ فِیۡ ہٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوۡمٍ عٰبِدِیۡنَ ○ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ○

الانبیاء آیت نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۷

عزیزان گرامی برادران محترم! السلام علیکم

ہم جس وطن عزیز میں موجود ہیں اور اللہ کریم نے جس کا شہری بننے کا شرف ہمیں عطا فرمایا ہے۔ یہ اپنی تاریخ کے اعتبار سے ایک نرالی ریاست ہے۔ دنیا میں اور کوئی ملک اس طرح نہیں بنا جس طرح یہ ملک بنا ہے یعنی کسی ایک ملک کو نظریے یا عقیدے کی بنیاد پر یا قومیت کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے کہ اللہ کو ماننے والی قوم ایک طرف رہے گی اور اللہ کو نہ ماننے والے لوگ دوسری طرف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ماننے والے لوگ ایک جگہ رہیں گے اور جو نہیں مانتے انہیں وہ جگہ چھوڑ دینی چاہیے۔ وہ دوسری جگہ رہیں۔

دوسری بات اس کی بنیاد میں یہ ہے کہ اس بات پر جتنی مائیگریشن یا ہجرت لوگوں نے کی، یہ بھی ایک تاریخی تعداد ہے۔ اتنے لوگ ہندوستان کو چھوڑ کر، اتنے مسلمان پاکستان کی طرف آئے کہ راستے میں جو حملے ہوتے رہے اور لوگ شہید ہوتے رہے ان کی تعداد تیس لاکھ اناؤنس ہوئی یعنی تیس لاکھ لوگ راستے میں آتے ہوئے شہید ہو گئے تو اندازہ کیجئے کہ کتنے لوگوں نے مائیگریشن کی اور کتنے لوگوں نے ہجرت کی۔ چوراسی ہزار نوجوان لڑکیاں (حکومت نے اناؤنس کیا تھا) جو قافلوں سے چھین کر غیر مسلم، مسلمانوں کی بیٹیاں لے گئے۔ مائیگریشن کے دوران جو ابھی تک ان بھائیوں کے انتظار میں ہیں جو ان کو کافروں کے چنگل سے چھڑا سکیں۔

کیوں لوگ دیوانے ہو گئے تھے کہ مرتے رہے گھر چھوڑ کر بھاگتے رہے۔ اس طرف آتے رہے۔ کیوں کیا۔ لوگوں کو کیا تھا۔ لوگوں کو یہ بتایا گیا تھا کہ یہ ایک سرزمین ہو گی اس کا نام پاکستان ہو گا۔ اس پر اسلام کا قانون ہو گا۔ اس میں اسلام کا انصاف ہو گا۔ ایک اللہ واحد کی عبادت ہو گی۔ بندوں کی خدائی ختم کر دی جائے گی اور آزادی اور آبرو کے ساتھ مسلمان دین برحق پر عمل کریں گے۔ اب یہ اتنا بڑا وعدہ تھا کہ لوگوں نے اس کے لئے جانیں، مال، گھر، آبرو، ہر شے لٹائی لیکن یہاں پہنچتے رہے اور پورا پورا خاندان کٹوا کر جو بندے یہاں پہنچتے تھے وہ زمین پر سجدہ ریز ہو جاتے تھے

کہ چلو پاک زمین پر تو پہنچے۔ صرف مہاجروں نے قربانیاں نہیں دیں۔ گذشتہ صدی میں ہر پاکستانی نے قربانی دینے میں ہی نہیں کی۔ کتنے ایسے پاکستانی خاندان ہیں جن کے بچوں کی قبریں نہیں ہیں۔ مشرقی پاکستان میں کام آئے۔ کسی نے ان کی قبر نہیں بنائی۔ جن کی قبریں بنیں ان کی بنگلہ دیش والوں نے مٹا دیں۔ یہ المیہ بھی ہوا ہے۔ ان سرحدوں میں کتنے شہیدوں کا خون رچ بس گیا تھا۔ پرخچے اڑ گئے فضاؤں میں۔ شہید ہوئے۔ گولہ باریوں میں۔ مورچوں میں مارے گئے۔ سول کے لوگ مرے۔ حاصل کیا ہوا کچھ بھی نہیں۔ بلکہ پہلے انگریز کی اور کافر کی غلامی تھی قانون کافر کا تھا۔ عدالتیں کافر کے قانون کے مطابق کام کرتی تھیں۔ حکومتیں کافر کے قانون کے مطابق بنتی تھیں۔ اور اس بندے کو سہولت ملتی تھی جو کافر کی غلامی میں اپنی فرماں برداری ثابت کرتا۔ اب جسے آپ آزادی سمجھتے ہیں یہ انگریز کے غلاموں کی غلامی بن گئی۔ قانون کافر کا' عدالتیں اسی پر چلتی ہیں۔ حکومت اسی قانون کے تحت بنتی ہے اور حکمران کافروں کے غلام ہیں۔ امریکہ کے ہوں یا انگریز کے ہوں یا یورپ کے ہوں لیکن غلام انہی کے ہیں۔ کافر کو راضی کرنے کی بجائے کافر کے غلاموں کو جو خوش کر سکے وہ آبرو سے وہ آزادی سے رہ سکتا ہے۔ ورنہ جان' مال' آبرو کسی شے کا کوئی تحفظ نہیں۔ جائز نا جائز کی بات نہیں ہے۔ آپ کو لفافے کا ٹکٹ خریدنے کے لئے ڈاک میں خط ڈالنے کے لئے بھی رشوت دینی پڑے گی۔ اور بنیاد سے لے کر انتہا تک' سپریم کورٹ سے لے کر آپ خود جو چاہیں خرید سکتے ہیں۔ اور جو چاہیں کروا سکتے ہیں۔ اگر آپ سے وہ طبقہ خوش ہے جو انگریزوں کی غلامی کا حق ادا کر رہا ہے۔ ہم نے عمر لگائی یہ وعدہ مسلم لیگ نے کیا تھا مسلم لیگ وہ جماعت تھی جو تقسیم ملک میں پیش پیش تھی جس نے قرارداد پاکستان پیش کی۔ پھر پاکستان کا مطلب دیا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے لا الہ الا اللہ بعد میں بے شمار سیاسی جماعتیں بنتی رہیں۔ مسلم لیگ بنتی ٹوٹتی رہی اقتدار میں رہی زوال میں بھی آئی مارشل لاء آئے بڑے انقلاب آئے لیکن ہم بحمد اللہ تقسیم ملک سے پہلے مسلم لیگ میں شامل ہوئے تھے۔ اور اس الیکشن تک بے شمار تبدیلیاں ہوئیں لیکن ہم تبدیل نہیں ہوئے اس امید پر کہ اس جماعت کی بنیاد ہی اس دعوے پر ہے کہ اس ملک میں قانون اسلامی لایا جائے گا۔ لیکن ثابت یہ ہوا کہ ہم نے نصف صدی کی عمر ضائع کر دی۔ پچاس برس ٹھوکریں کھائیں اور پچاس برس ہم نے ضائع کر دیئے۔ کوئی لیگ کے راستے سے آیا' کوئی کسی دوسری جماعت کے راستے سے آیا' دینی سیاسی جماعتوں کے راستے سے جو لوگ آئے انہوں نے بھی سوائے خرابی کے اس ملک کو کچھ نہیں دیا۔ بڑی صاف بات ہے کہ دینی سیاسی جماعتیں بھی کوئی مثبت کام نہیں کر سکیں۔

آخر اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے بحمد اللہ تمام سیاسی جماعتوں کو چھوڑ دیا۔ صرف مسلم لیگ کو نہیں۔ اس لئے کہ نصف صدی ضائع کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ نظام ہی باطل ہے۔ نظام ہی غلط ہے اور اس نظام کے اندر جا کر اسے تبدیل کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ خاردار جھاڑی ہے اور اس پر چڑھتے ہوئے پہلے تو کپڑے پھٹتے ہیں ہاتھ پاؤں زخمی ہوتے ہیں پھر اوپر چڑھ جاؤ تو اس کے اوپر انگور نہیں اگتے۔ آپ اگا نہیں سکتے۔ سارا خون بھی اس کی جڑوں کو دے دیں تو اس پر کانٹے ہی اگیں گے۔ چونکہ بنیادی طور پر خاردار جھاڑی ہے یہ نظام یا سسٹم جو ہے۔ ہم کیا کریں ہمارے لئے اللہ کریم کا حکم موجود ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ اللہ کریم مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ولقد كتبنا فى الزبور من بعد الذكر۔ میں نے زبور میں یعنی بہت پہلے جو کتاب نازل کی اس میں یہ بات تو میں نے بتا دی تھی پھر بعد میں یہی آیات اسی مفہوم کی قرآن میں بھی نازل ہوئیں۔ فرمایا یہ تو میں نے ان میں

بھی بتا دی تھی کہ اس میں دو حصے ہوتے ہیں۔ کتاب الٰہی میں ایک ہوتا ہے ذکر، نصیحت، اللہ اور بندے کے تعلقات کا شعبہ۔ اللہ کے ذکر کا شعبہ۔ اللہ کی عبادت کا شعبہ اور دوسرا دنیا میں رہنے کا سلیقہ یہ دو حصے ہوتے ہیں۔ کتاب الٰہی کے۔ بندے کا تعلق رب العلمین کے ساتھ یہ ذکر ہے۔ بندے کا تعلق بندوں کے ساتھ، یہ دوسرا دنیا کا شعبہ ہے تو فرمایا میں نے زبور میں یہ طے کر دیا تھا دیگر ساری آسمانی کتابوں میں بھی آیا اور قرآن حکیم میں بھی آیا فرمایا۔

انّ الارض یرثہا عبادی الصّٰلحون ۝ کہ میری زمین میرے نیک بندوں کا حق ہے۔ ان کی وراثت ہے۔ صالح بندے جو ہیں نیک بندے جو ہوں وہ وارث ہیں میری زمین کے۔ زمین میری ہے۔ میں پروردگار ہوں۔ میں رب العلمین ہوں۔ میری تخلیق ہے۔ میری صنعت ہے۔ اور میں اس کی تربیت کر رہا ہوں۔ اس پر سورج میں چڑھاتا ہوں۔ بادل میں برساتا ہوں۔ اس میں چیزیں میں اگاتا ہوں۔ اس میں خزانے میرے ہیں۔ اس پر بسنے والی ساری مخلوق میری ہے اور جو میرا نافرمان ہے۔ میری زمین پر قابض ہو کر اسے اپنی بادشاہت کے اعلان کرنے کا کیا حق ہے۔ کوئی حق نہیں ہے کسی کو۔ کہ میری نافرمانی کر کے میری زمین پر اپنی حکومت قائم کرے۔ میری زمین وراثت ہے۔ یرثہا۔ وارث ہے وہ جو میرے نیک بندے ہیں وہ میری زمین کے وارث ہیں۔ اور فرمایا۔

انّ فی ھٰذا لبلٰغا لقوم عٰبدین ۝ وہ لوگ جو میری عبادت کرتے ہیں ان کے لئے اس میں اتنی بڑی بات ہے کہ اس کے بعد کسی بات کے کہنے کی ضرورت نہیں۔ **لبلغا** یعنی پہنچا دی۔ بڑے کھلے طریقے سے مزید وعظ کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کافی ہے اتنا وعظ کہ زمین کے تم وارث ہو۔ تمہاری جاگیر ہے اگر بدکاروں کے پاس ہے کافروں کے پاس ہے تو تمہاری وراثت ہے۔ چھین لو۔ ہٹا دو ان کو اس سے اور اگر تم اپنی وراثت بھی طلب نہیں کر سکتے۔ اپنا حق بھی حاصل نہیں کر سکتے تو جو لوگ اپنے حق کی حفاظت نہیں کرتے ذلت اور رسوائی ان کا مقدر ہوتی ہے کوئی بندہ اپنی آبرو کی فکر نہیں کرتا جو لوگ اپنی بیٹیوں کو تھیٹر میں اور ٹیلی ویژن پر ڈانس کرانے کے لئے بھیجتے ہیں اور کلبوں میں گانے گواتے اور نچواتے ہیں کیا وہ کسی سے اپنی آبرو کا شکوہ کر سکتے ہیں۔ انہیں کوئی حق حاصل ہے؟ جو لوگ فضول خرچی کرتے ہیں جوا کھیلتے ہیں شراب پیتے ہیں بدمعاشی پہ بے ایمانی پہ دولت ضائع کرتے ہیں پھر انہیں کوئی حق حاصل ہے کہ کسی سے وہ شکوہ کریں کہ میرا سرمایہ ضائع ہو گیا اگر کوئی شخص زہر کھاتا ہے اسے کوئی حق حاصل ہے کہ وہ کہے کہ میں مر کیوں رہا ہوں میں بیمار کیوں ہو گیا افیون کھاتا ہے ہیروئن پیتا ہے وہ کسی سے شکوہ کر سکتا ہے ہیروئن پینے والا کہ میری صحت کیوں خراب ہو گئی اس لئے کہ اس نے اپنی صحت کی حفاظت کا حق خود ادا نہیں کیا اس نے اپنے مال کی حفاظت کا حق خود ادا نہیں کیا اس نے اپنی آبرو کی حفاظت کا حق خود ادا نہیں کیا دوسرے سے کیا شکوہ کرے گا۔ تو اللہ فرماتا ہے کہ یہ لمبے لمبے سجدوں کی بات نہیں ہے اگر تمہارے سجدوں میں خلوص ہے تو یہ زمین تمہاری وراثت ہے اور اس پر اگر ظلم ہو رہا ہے اور تم اس کے مالک نہیں بنتے تم پرواہ نہیں کرتے تو تمہیں جواب دینا ہو گا۔

عید الفطر کے فطرانے کی بات ہو رہی تھی تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس کے بارے کہ جو لوگ فطرانہ نہیں دیتے اللہ کریم ان کے روزے اور ان کی نمازیں اور ان کی عبادت لپیٹ کر ان کے منہ پہ دے مارتے ہیں جس طرح پرانے ٹاٹ کا ٹکڑا لپیٹ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ تو معمولی سے بات ہے اور چند سیر دانے بنتا ہے اس کی مقدار معمولی ہے لیکن حکم کس کا ہے رب العلمین کا اس اعتبار سے بات معمولی نہیں۔ چند سیر گندم ہے معمولی بات ہے لیکن یہ دنیا نافرمانی ہے۔ اللہ العالمین کی تو فرمایا اگر میرے نام

پر تم چند سیر گندم نہیں دے سکتے تو یہ لے جاؤ اپنی نمازیں روزے بھی اور اپنے پاس رکھو۔ جب ہم نے یہ سارا روئے زمین کافروں کے سپرد کر دیا ہوا ہے۔ اور ہم اس کی فکر نہیں کرتے۔ دوستی پہ ووٹ دیتے ہیں یہ میرا دوست ہے۔ یہ رشتہ دار ہے۔ یہ میرا دشمن ہے اس کے خلاف مجھے ووٹ دینا ہے۔ اس لئے مقابلے میں ووٹ دینا ہے یہ میری تھانے میں سفارش کر لے گا۔ اس کے مجھے ووٹ دینا ہے۔ یار یہ تو سارا ظلم ہے۔ صریح ظلم ہے۔ جس بندے میں بحمد اللہ ایمان موجود ہے اور اس میں تقویٰ بھی ہے خدا کا خوف بھی ہے اس پر فرض بنتا ہے کہ وطن عزیز سے بے دینوں اور بے ایمانوں کا قبضہ ختم کرے اور اس کے لئے اپنی پوری محنت لگائے اللہ کا ملک ہے۔ اللہ کے نام پر بنا ہے مسلمانوں کا ملک ہے اور یہاں کا قانون بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قانون ہونا چاہئے۔ جسے حکومت ملتی ہے اللہ دیتا ہے وہ کرے۔ یہ ضروری نہیں کہ حکومت ہمیں ملے لیکن وہ بندہ اس ملک پر حکومت کرے۔ جو اسلامی طریق انتخاب سے منتخب ہو کر آئے۔ جو طریقہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکومت بنانے کا سکھایا ہے وہ طریقہ اپنایا جائے۔ اور اس طریقے سے جس کو حکومت ملتی ہے۔ وہ کرے۔ عدالتوں میں قانون اسلامی رائج کیا جائے۔ حکومت اور رعیت کے معاملات کو اسلامی طریقے سے طے کیا جائے۔ حاکم وہ ذمہ داریاں قبول کرے جو شرعاً" ان کا حق بنتی ہیں۔ اور رعیت اس حق کا مطالبہ کرے جو اسلام اسے دیتا ہے۔

اگر ہم اس کے لئے میدان عمل میں نہیں آتے تو ان آیات کریمہ کی رو سے بھی اور قرآن حکیم میں جگہ جگہ اس کا حکم موجود ہے شاید ہماری نماز روزہ ہماری عبادت یہ ہمارے کام نہ آسکے۔ اس لئے کہ نماز معاملہ ہے بندے کا رب کے ساتھ۔ امتحان اس کام میں ہے جو بندے کا معاملہ بندوں کے ساتھ ہے کہ وہ معاملہ ہم کیسے کرتے ہیں نماز عبادت سے اللہ کے ساتھ معاملہ کر کے بندہ اپنا تعلق اللہ سے بڑھاتا ہے اور نماز سے کوئی دیواریں تو نہیں بن جاتیں۔ نماز سے کوئی گھر تو نہیں چھتے جاتے۔ پیٹ تو نہیں بھر جاتا۔ نماز ایک رشتہ ہے یا عبادت یا ذکر یا تلاوت یہ ایک رشتہ ہے۔ حج ہے زکوۃ ہے یہ اللہ سے رشتہ مضبوط کرتا ہے اب وہ بندہ جب باہر نکلے تو پتہ چلے کہ یہ بندہ ہے یہ کام اللہ کے حکم کے مطابق کرتا ہے۔ اور دنیا میں جو کام کرنے کا حکم اللہ نے دیا ہے یہ اس کام کے لئے کمر بستہ ہے اگر نہیں ہے تو پھر اس کی نماز سے کیا فائدہ۔

عزیز محترم! اب بات گزارے سے آگے نکل چکی ہے اور محض رسمی دعاؤں سے بات بڑھ چکی ہے کافر طاقتوں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ دنیا سے مسلمان کو بھی اور اسلام کے نام کو بھی مٹا دیا جائے آپ دیکھ رہے ہیں کہ مسلمانوں کو کس بے دردی سے ذبح کیا جا رہا ہے اور جو مظالم مسلمانوں پر ڈھائے جا رہے ہیں ایسے تاریخ میں کبھی نہیں ملتے اور اب دیکھیں کشمیر سے اور بوسنیا سے وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کی نسل ہی ختم کر دی جائے اور کوئی نام لینے والا نہ رہے یا کشمیر اور بوسنیا کے مسلمان سب قتل ہو گئے ختم ہو گئے تو پھر بس ہو جائے گی؟ نہیں حضور بس نہیں ہو گی پھر آگے کسی دوسرے ملک کی باری آجائے گی۔ چونکہ کافر طاقتوں کو کشمیر ختم نہیں کرنا یا بوسنیا ختم نہیں کرنا۔ مسلمان ختم کرنا ہے ایک جگہ سے ختم ہو جائے دوسری جگہ شروع ہو جائیں گے۔ اس کے ساتھ نیو ورلڈ آرڈر دیا جا رہا ہے۔ نیو ورلڈ آرڈر کیا ہے۔ کمزور ملکوں میں فساد پیدا کر کے' ان کی حکومتوں کو کمزور کر کے' امریکہ کی سرپرستی ان پر مسلط کی جائے اور امریکہ اس ملک کے وسائل سے فائدہ حاصل کرے۔ جس طرح گلف میں جنگ چھڑوا کر عربوں کو آپس میں لڑا کر امریکہ نے اپنے ہتھیار آزمائے اپنے نئے جہازوں پہ تجربہ کیا اپنے سارے بم آزمائے مرنے والے سارے مسلمان تھے اور نتیجہ یہ ہوا کہ اب سارے عربوں کو ڈرا دھمکا کر ان کی حفاظت کے بہانے امریکہ کی ساری فوج

عربوں سے پیسے پہ پل رہی ہے۔ عربوں کی حفاظت فوج امریکہ کی ہے تنخواہ عرب دے رہے ہیں۔ کھاتی عربوں کا ہے۔ بیٹھے وہاں چھاؤنیاں لگا کر۔ ان کی زمین پر ہیں۔ آج اگر عرب چاہیں بھی کہ ہم امریکہ سے بات کریں تو وہ ان کی گردن پہ بیٹھے ہیں۔ اسی طرح یہ نیو ورلڈ آرڈر اب پاکستان میں آرہا ہے۔ اب پاکستان کا تماشہ دیکھیں۔ نیو ورلڈ آرڈر کا کرشمہ ہے کہ مغربی ذرائع نے مدد کر کے بنگلہ دیش میں ایک عورت کو وزیراعظم بنایا۔ ترکی میں مغربی ذرائع نے مدد کر کے ایک عورت کو وزیراعظم بنایا۔ پاکستان میں ایک سٹیبل چلتی ہوئی حکومت کو خراب کر کے تباہ کر کے زبردستی توڑ کر جعلی اور نقلی الیکشن کرا کے دھوکے سے فریب دہی سے ایک خاتون کو وزیراعظم بنایا۔ مسلمانوں میں کوئی مرد نہیں رہا؟ اس لئے کہ یہ عورتوں کی حکومتیں اور بھی کمزور ہوں گی۔ ہمارے ہی رحم و کرم پر ہوں گی۔ ہم جو کچھ کہتے رہیں گے اس پر یہ دستخط کرتی رہیں گی۔ مردوں میں شاید کسی جگہ کوئی انکار کر دے کہ میں یہ بات نہیں مانتا۔

جس طرح ضیاء الحق مرحوم نے اس بات سے انکار کر دیا تھا کہ افغانستان میں اسلامی ریاست نہیں ہونی چاہئے۔ جمہوریت ہونی چاہئے۔ اس کا تصور یہ تھا کہ اس نے کہا کہ ہم بارہ سال اس لئے نہیں لڑے کہ وہاں بھی پاکستان کی طرح جمہوریت ہو وہاں اسلامی ریاست ہو گی۔ اس جرم میں امریکہ نے پاکستانی دشمنوں کی مدد کر کے اسے شہید کرا دیا۔ اور اس کے بعد حالات ان کے لئے سازگار ہوتے چلے گئے۔ اگلی حکومت ناکام ہو گئی اس کے بعد مسلم لیگ کی حکومت آئی تو امریکی مفادات پر جا کر اڑ گئی کہ نہیں ہم اس پہ انگوٹھا نہیں لگائیں گے۔ اسے تڑوا دیا گیا۔ پھر اپنے مفادات کی حکومت لائی گئی۔ اب نئی حکومت کے بڑے انقلابی اقدام میں آپ لوگوں نے ووٹ تو دیئے۔ اچھا کیا لیکن اب منصوبہ یہ ہے گورنمنٹ کا کہ تعلیمی میدان میں سرے سے ساری تعلیم انگلش میں کر دی جائے۔ اور ذریعہ تعلیم انگریزی کو بنایا جائے۔ جس کا آپ کو شاید پتہ نہ ہو کہ جتنے سکول اس انداز میں پڑھاتے ہیں ان کی فیسیں جو ہیں وہ عام آدمی نہیں دے سکتا یعنی گنتی کے چند لوگ ان کے بچے میٹرک بھی پڑھ سکیں باقی یہ جو عام آدمی میٹرک پڑھ کے کلرک بن جاتا ہے۔ روز ہڑتال کرتے ہیں اور مطالبے کرتے ہیں یہ اس بحث سے خارج ہو جائیں۔ یہ پھر واپس جائیں۔ اپنی بھیڑیں چرائیں مویشی پالیں، مزدوری کریں اور انہیں انگوٹھا لگانا بھی نہ آتا ہو۔ اس لئے کہ یہ دس جماعت پڑھے ہوئے بھی امریکی مفادات کے حق میں نہیں ہیں کہیں سے اخبار دیکھ لیتے ہیں کہیں سے بات سن لیتے ہیں۔ کہیں منشی بن جاتے ہیں۔ شہروں میں چلے جاتے ہیں دنیا کے حالات سنتے ہیں۔ ایک پاکستان کے اسی پاکستان بنائے جائیں ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے ہر ضلع کو الگ حکومت بنا دیا جائے ہر ضلع میں گورنر ہو اس کی کابینہ ہو تو چار صوبے بنائے گئے وہ آپس میں لڑتے رہتے ہیں جب اسی ہو جائیں گے کیا ہو گا۔

لیکن یہ ساری تو وہ پراگرس ہے جو کافر طاقتیں کر رہی ہیں۔ میں اور آپ کیا کر رہے ہیں تو اس مقصد کے لئے کہ یہ زمین اللہ کی ہے۔ اس پر ہمیں مغربی جمہوریت کا نہ الیکشن منظور ہے نہ مغربی جمہوری انداز سے بنی ہوئی حکومت منظور ہے۔ نہ مغرب کا دیا ہوا کوئی قانون منظور ہے کہ ہمارا ملک ہے یہاں ہم پیدا ہوئے یہاں ہمیں مرنا ہے یہاں ہماری نسلوں کو رہنا ہے ہم نے اپنے بیٹے قربان کئے ہیں اس ملک کے لئے اور ہم وہ لوگ ہیں جن کے گھروں میں تصویریں ہیں اور خالی وردیاں اور پہننے والے شہید ہو چکے۔ ان کی قبریں نہیں ہیں ہمیں حق حاصل ہے کہ ہم اس زمین پر اللہ کے قانون کی حکمرانی کا مطالبہ کریں اور ہم کر رہے ہیں اس مقصد کے لئے الاخوان جو نام قرآن نے دیا ہے۔ میدان عمل میں آئی ہے انشاء اللہ اور انشاء اللہ اس ملک اسلام نافذ ہو گا۔ اس سے کم کسی بات پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہو گا لیکن یہ بات یاد رکھئے اتنا بڑا کام کرنے کے لئے

بھی اللہ توفیق دے جو بھی اس تنظیم میں شامل ہو یہ اس کا دینی فریضہ ہے۔ لیکن اس کی بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ پہلے اپنے وجود پر تو اسلام نافذ کرے۔ خود پنجگانہ عبادات پر عمل کرے۔ خود حلال ذرائع سے رزق کمائے حرام چھوڑ دے۔ جھوٹ چھوڑ دے سود کھانا چھوڑ دے۔ برائی سے توبہ کرے اور کم از کم اس پاکستان پر اس منی پاکستان پر یہ تو پاکستان کا بارہواں کروڑواں حصہ ہے۔ میرا وجود آپ کا وجود۔ یہ بارہ کروڑ آبادی نہیں ہے یہ بارہ کروڑ ٹکڑے ہیں یہ جب ملتے ہیں تو پاکستان بن جاتا ہے۔ ان بارہ کرور ٹکڑوں میں سے آپ کے پاس ایک ٹکڑا ہے۔ میرے پاس ایک ٹکڑا ہے۔ آیئے اس پر تو اسلام نافذ کریں۔ جو اللہ کا بندہ یہ کرنا چاہے اسے اسلام کے احکام سمجھانے کے لئے الاخوان کا تعلیم بالغاں کا کورس ہے۔ الاخوان کا بیج بھی ہے جس پر روئے زمین کے گلوب کے نقشے پر محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت ثبت ہے۔ الاخوان کا جھنڈا سبز زمین میں گلوب اور پورے روئے زمین پر دین اسلام کی سربلندی کی ضامن مہر نبوت نبی کریم صلی اللہ لی ثبت ہے اور یہ وہ مہر ہے جو انشاء اللہ کبھی سرنگوں نہیں ہو گی۔ آپ کے لئے بھی دعوت عام ہے کہ اپنے فریضے کو پہچانئے۔

زمین اللہ کے بندوں کی وراثت ہے ہمارا حق ہے ہماری زمین ہے ہمارے رب کی زمین ہے ہم اسے کسی بے دین قاعدے کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے اور اس پر اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ کریں گے۔ اللہ کا ملک ہے اس پر اللہ کے نیک بندوں کی حکومت ہو گی۔ اللہ کے دین کی حکومت ہو گی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت ہو گی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اس کام کے لئے ہمارا مال' جان آبرو ہر چیز محض اس مقصد کے لئے حاضر ہے۔ اللہ کریم قبول فرمائے۔

الاخوان کوئی زیر زمین تحریک نہیں ہے۔ کوئی غیر قانونی کام نہیں کرتی۔ کہیں فساد کرنے کی بات نہیں کرتی۔ کسی کے خلاف کوئی نعرہ نہیں ہے۔ ہم تمام سیاست سے الگ ہیں نہ کسی دینی سیاسی جماعت سے ہمارا کوئی تعلق ہے۔ نہ کسی دنیوی سیاسی جماعت سے۔ اس لئے کہ سیاسی جماعتیں خواہ وہ اسلام کے نام پر بنی ہیں یا غیر اسلامی وہ آتی ساری اسی قاعدے اور اس قانون کے راستے سے ہیں جو قانون کافرانہ ہے جس پر ہم نصف صدی عمر ضائع کر چکے ہیں۔ اللہ کریم ہماری اس توبہ کو قبول فرمائے کہ پچاس برس ہم نیکی کی امید پر برے قانون کا ساتھ دیتے رہے۔ برے آئین کا ساتھ دیتے رہے' برے ایک طبقے کا ساتھ دیتے رہے' کتنے سادہ تھے ہم کہ ہم بے دینوں سے انصاف مانگتے رہے اور غیر مسلموں سے نفاذ اسلام کی امید کرتے رہے۔ ڈاکوؤں سے' چوروں سے' غنڈوں سے' انصاف کی امیدیں وابستہ کئے رکھیں۔ اللہ کریم ہمارے اس جرم کو معاف فرمائیں۔ خلوص کے ساتھ ہماری توبہ کو قبول فرمائے۔

اور یہ یاد رکھئے الاخوان میری نہیں آپ کی نہیں کسی اور کی نہیں یہ محض اللہ کے دین کی تنظیم ہے اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ اپنے آپ پر اسلام کو نافذ کرو۔ الاخوان ان چھوٹی باتوں میں نہیں پڑتی کہ کوئی بریلوی ہے یا دیو بندی کوئی مقلد ہے یا غیر مقلد یہ سب مسلمانوں کے چھوٹے چھوٹے اختلافی فرقے ہیں۔ دیوبندی ہے رہے دیوبندی۔ بریلوی ہے بریلوی رہے۔ مقلد ہے یا غیر مقلد۔ ہمارے لئے سب مسلمان ہیں۔ وہ کوئی بھی ہے اس پر فرض ہے کہ خلافت راشدہ کا وہ قانون اس ملک پر رائج کرنے کے لئے کھڑا ہو جو سارے مسلمانوں کا اجتماعی اور متفقہ قانون ہے اور جو اس فرض کا احساس نہیں کرے گا۔ شاید بہت سے دوسرے فرائض جن پر اسے ناز ہے وہ بھی قبول ہوں یا نہ ہوں۔ ہمارا یہ شکوہ بڑا عجیب ہے کہ میں نے بہت سے دوستوں کو دیکھا ہے وہ الٹے اللہ میاں پہ ناراض ہیں۔ شکایتیں کرتے ہیں۔ کوئی دل ہی دل میں کوئی زبانی۔ کوئی اپنی تحریر میں کہ جو مصیبت ہے مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔ اہ

بدمعاشوں کو حکومتیں ملی ہوئی ہیں۔ کافروں کو حکومتیں ملی ہوئی ہیں۔ ہمارے لئے سوائے پریشانی کے اور ظلم کے اور مصیبت کے اور کچھ بھی نہیں لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ کریم نے ہمیں حکم دیا تھا **و قتلو ھم۔** مقابلہ کرو بے دینوں کا' بدمعاشوں کا' میدان میں آؤ' جان دو' لڑو ان سے۔ میں تمہارے ساتھ ہوں اور فرمایا تب تک لڑو۔

حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کلہ لِلّٰہِ

جب تک روئے زمین پر کوئی فساد باقی ہے تب تک جہاد کرتے رہو اور سارے کا سارا نظام اللہ کا نافذ ہو جائے تب دم لو۔ تو ہم پر تو فرض ہے کہ ہم مغرب سے' مشرق سے' جاپان سے امریکہ تک کا جو کفر کا نظام ہے اسے ہٹا کر وہاں اللہ کا قانون اور انصاف لائیں چہ جائیکہ ہمارے گھروں پر اور ہم پر کافرانہ نظام مسلط ہے۔ اور ہم آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نے تبلیغ کر لی۔ بڑا تیر مار لیا۔ ہم سمجھتے ہیں ہم نے مراقبات کر لئے بڑا تیر مار لیا۔ کوئی کہتا ہے میں روزانہ اتنے ہزار درود شریف پڑھتا ہوں۔ یہ سب تو کرتے ہو یہ جو درود تم پڑھتے ہو تم سے زیادہ فرشتے پڑھتے ہیں۔ جو سجدے میں اور آپ دیتے ہیں اس سے زیادہ سجدے فرشتے دیتے ہیں۔ جتنا سفر ہم کرتے ہیں اس سے زیادہ فرشتے کرتے ہیں۔ ایک ایک قطرہ بارش کا بادل سے لے کر زمین تک پہنچانے' ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ آتا ہے۔ ہر دانے کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے۔ ہر لقمے کے ساتھ ہوا کے ہر جھونکے کے ساتھ سورج کی ہر کرن کے ساتھ ہم کیا کر رہے ہیں؟ کام تو وہ کر رہے ہیں۔ ہمارے کرنے کا کام یہ ہے کہ اللہ کی زمین کو غلاظت سے کفر سے شرک سے ظلم سے پاک کر کے وہاں اللہ کا آئین نافذ کریں۔ ہمارے کرنے کا یہ کام ہے جو اپنے کرنے کا ہے وہ ہم کرتے نہیں۔ کہتے ہیں ہم نے وہ کر دیا۔ وہ تو ان کا کام ہے کر رہے ہیں۔ محض باتیں تبلیغ نہیں ہوتیں۔ تبلیغ کبھی گردن کٹوا کر کرنی پڑتی ہے کبھی جان دے کر کرنی پڑتی ہے۔ کبھی گھر لٹوا کر کرنی پڑتی ہے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ سے آپ حوالے تو لیتے ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ مکہ مکرمہ میں ہی اس باطل نظام سے ٹکرا گئی تھی۔ اور فرمایا تھا مسلمانوں کا انداز الگ ہو گا۔ کافروں کی طرح نہ یہ کھائیں گے نہ پئیں گے نہ کافروں کی طرح کمائیں گے۔ نہ کافروں جیسا لباس پہنیں گے۔ نہ ان کا حلیہ کافروں جیسا ہو گا۔ کوئی سمجھوتہ کفر کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ اس بات پر گھر چھوڑ دیئے جائیدادیں چھوڑ دیں' جانیں لٹوائیں۔ مکہ مکرمہ چھوڑ کر چلے گئے لیکن کافروں کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں ہوا کہ درمیانی کوئی راہ ہو کہ جی ہم نماز بھی پڑھ لیں گے۔ باقی کام آپ کے ساتھ کر لیں گے۔ نہیں۔ مدینہ منورہ پر بھی کافر ٹوٹ پڑے تو جہاد کیا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس نفیس جہاد کیا۔ دندان مبارک قربان کئے۔ اپنا خون زمین پر گرایا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جگر کے ٹکڑے قربان کئے۔ اپنے خادم اپنے بزرگ امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے چچا کی لاش کے ٹکڑے خود چن کر کفن میں سمیٹ کر ڈالے۔ یہ تبلیغ فرض ہے کہ جہاں کفر طاقت کا استعمال کرے وہاں اپنے جگر کے ٹکڑے لٹا دو۔ لیکن کفر کو کامیاب نہ ہونے دو۔

زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ زندگی میں کل نہیں ہوتا۔ کل کی کسی کے پاس ضمانت نہیں ہوتی۔ زندگی میں صرف آج اور ابھی ہے۔ اگلے لمحے کا پتہ نہیں ہوتا۔ میری دعوت یہ ہے کہ آج اور ابھی یہ طے کر لیجئے کہ جو ہو چکا اللہ اس سے درگزر فرمائے۔ اس لمحے سے ہم ارادہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ ہمارے اس بدن پر اسلام نافذ ہو گا یہ آپ کی ضرورت ہے اس کے بغیر آپ کا گزارا نہیں ہو گا۔ اس کے بغیر نہ اللہ قبول فرمائے گا۔ نہ اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس بدن پر اسلام نافذ کیجئے اور ابھی یہ ارادہ بھی کیجئے کہ انشاء اللہ اس ملک پر بھی اسلام نافذ ہو گا۔ اور اسے

اسلامی ریاست بنا کر روئے زمین پر نفاذ اسلام کی بنیاد رکھیں گے اور انشاء اللہ دنیا میں کفر کو شکست دے کر اسلام کو نافذ کریں گے۔ یہی کامیابی کا راستہ ہے۔ اس راستے میں جو جان جائے وہ بڑا خوش نصیب ہو گا۔ اس راستے میں جو خون بہے وہ بڑا قیمتی ہو گا۔ اس راستے میں جو وقت لگے وہ ایک ایک لمحہ صدیوں پر بھاری ہو گا۔ اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں یہ کام انشاء اللہ ہو کر رہے گا۔ خدانخواستہ میں بھی چھوڑ جاؤں تو یہ میرا محتاج نہیں ہے یہ اللہ کا کام ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمیں سعادت نصیب ہو کہ ہم بھی اس میں حصے دار ہو جائیں ورنہ جو کام اللہ کرنا چاہتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ اور اب کفر نے حد کر دی اب کفر اس بات پر آگیا کہ روئے زمین سے اسلام کو مٹا دیا جائے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب اسلام کی واپسی یقینی ہے۔ چونکہ اسلام کے مقدر میں مٹنا نہیں ہے۔ اسے اللہ کی حفاظت حاصل ہے۔ اور یہ ہمیشہ رہے گا۔ جب تک سورج طلوع ہوتا ہے۔ دنیا پہ اسلام رہے گا۔ اور اسلام نہیں رہے گا تو قیامت قائم ہو جائے گی۔ پھر کچھ بھی نہیں رہے گا۔ لہٰذا اسلام کا غلبہ اب سے شروع ہے اور انشاء اللہ ہو گا۔ اس ملک پر بھی اور اس روئے زمین پر بھی۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جنہیں اس میں شراکت کا موقع نصیب ہو جائے۔ یہ سعادت کی بات ہے۔

و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

دعائے مغفرت

انجینئر سید یعقوب شاہ ڈیرہ اسماعیل خان والے کے والد محترم ۲۴ جنوری ۱۹۹۴ء کو وفات پا گئے ہیں۔

دعائے مغفرت کے لئے تمام ساتھیوں سے درخواست ہے۔

تخریب کاری

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

تخریت کاری، دہشت گردی، سنگین جرائم مثلاً" اجتماعی آبروریزی (گینگ ریپ) بموں کے دھماکے، معصوم شہریوں کا قتل، راہزنی اور ڈکیتیاں نیز اس قسم کی وارداتوں نے پاکستان میں انسانی زندگی کو اجیرن بنا دیا ہے۔ درندہ صفت قاتل بغیر کسی دشمنی کے گھروں میں گھس کر معصوم بچوں اور اہل خانہ کو ذبح کر دیتے ہیں۔ واردات کے بعد اس صفائی سے غائب ہو جاتے ہیں کہ ان کا سراغ بھی نہیں ملتا۔ چند سال قبل راولپنڈی میں ڈھوک کھبہ میں کئی افراد کا قتل، اسلام پورہ لاہور میں دن دہاڑے اہل خانہ کو ذبح کئے جانے والا افسوسناک واقعہ، شیخوپورہ میں اسی قسم کی دردناک واردات اب حال ہی میں اسلام آباد میں دن کے وقت دو معصوم بچوں اور دو اہل خانہ کو ذبح کرنے کا انتہائی قابل مذمت سانحہ اس بات کی دلیل ہے کہ تخریب کار پاکستان میں بے چینی اور بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہمارا نظام بھی ایسی وارداتوں کی روک تھام کے لئے ناکام ہو چکا ہے۔ ایسی وارداتوں کو روکنے کے لئے پولیس افسران اور اہل کاران کو خصوصی تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ امن عامہ کا تحفظ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ تخریب کاری، دہشت

گردی اور ایسے سنگین جرائم کی اس وقت تک روک تھام نہیں ہو سکتی جب تک کہ پاکستان میں صحیح طور پر شریعت کا نفاذ نہیں ہوتا۔ پاکستان میں سنگینی جرائم اور دہشت گردی کی روک تھام کے لے حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

پولیس کی تشکیل نو

جرائم جس رفتار سے بڑھ رہے ہیں اور طریقہ ہائے واردات مثلاً" دہشت گردی اور تخریب کاری میں مجرموں کی واردات کے طریقے بالکل بدل چکے ہیں۔ ایسے سنگین مجرموں اور بیرون ملک ایجنٹوں پر کڑی نظر و نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے۔ پولیس کے محکمہ میں تخریب کاری، دہشت گردی اور ایسے سنگین جرائم کی روک تھام کے لئے ایسا شعبہ یا ونگ ہو جوان وارداتوں کی روک تھام کی اہلیت رکھتا ہو۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ایسے محکمہ جات کے سٹاف میں کمی کرے جن کا عوام کو کما حقہ فائدہ نہیں پہنچتا۔ حکومت اس طرح بچت کر کے پولیس کی تشکیل نو کر سکتی ہے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنا سکتی ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک سے پولیس افسران اور قابل اہل کاروں . تخریب کاری کی روک تھام کے کورس کرائے جائیں . . وہ ان جرائم کو روکنے میں ممد ثابت ہو سکیں۔

پڑوس کا ادارہ

اسلام نے پڑوسیوں کے حقوق وضع فرمائے۔ اسلام آباد، لاہور کراچی اور ایسے بڑے شہروں میں پڑوس کا ادارہ کمزور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ شاید دھن دولت یا غم ہائے روزگار نے پڑوسیوں کے حقوق کو تلف کر دیا ہے۔ پڑوسی ذبح ہو رہا ہو دوسرے پڑوسی کو پتہ تک نہیں چلتا۔ روایتی محبت اور میل جول ختم ہو چکا ہے۔ غم خواری اور انس ناپید ہو چکا ہے اس ادارے کو دوبارہ فعال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ ایک دوسرے کی خبر گیری اور پاسبانی بطرز احسن ہو سکے۔

ساٹھ ہزار سے زیادہ آبادی والے علاقہ جات

تخریب کاری ایسے اضلاع میں زیادہ ہوتی ہے جہاں آبادی لاکھوں میں ہے مثلاً" کراچی، پشاور، راولپنڈی، اسلام آباد، لاہور اور فیصل آباد وغیرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے نظم و نسق میں ۶۰ ہزار سے زیادہ آبادی کو پسند نہیں فرمایا۔ شیر شاہ سوری کا بھی یہی نظریہ تھا کہ شہروں کی آبادی ۶۰ ہزار سے زیادہ نہ ہو۔ زیادہ آبادی ہونے لگے تو علیحدہ شہر بسایا جائے۔ اس طرح بہتر نظم و نسق اور امن عامہ کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ پاکستان مین نئے شہر اس آبادی سے زیادہ نہ بڑھنے پائیں۔

سپیشل شناختی کارڈ

سعودی عرب کی طرح ہر شہری کے پاس خصوصی شناختی کارڈ یا تعارفی کارڈ ہو۔ حکومت ان پر خفیہ نمبر لگائے جو حکام کو معلوم ہوں تاکہ جعلی کارڈ نہ بن سکیں۔ اس طرح غیر ملکی تخریب کار اور دشمن پکڑے جا سکتے ہیں۔ پاکستان میں کوئی شخص بھی اس کارڈ کے بغیر حرکت نہ کر سکے۔

ذرائع آمد و رفت اور چیکنگ

ہوائی بحری اور بری سفر میں ہر مسافر کی پڑتال کی جائے۔ بغیر اجازت نامہ کے سفر کی اجازت نہ ہو۔ ٹکٹ جاری کرتے وقت سپیشل شناختی کارڈ کی پڑتال کی جائے تاکہ سفر کرنے والے شخص کی تشخیص ہو سکے۔ شہروں میں ہر اہم سڑک پر پڑتال ہو تاکہ غلط عناصر کو پکڑنے میں آسانی ہو۔

ہوٹلوں اور محلّہ جات میں پڑتال

کسی ہوٹل میں یا کسی دکان میں اس وقت تک کسی کو ٹھہرنے یا رہائش رکھنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب تک کہ اس شخص کے کوائف نہ معلوم کئے جائیں۔ تخریب کار اور وطن دشمن عناصر مثلاً" را وغیرہ کے ایجنٹوں کو اس طرح پکڑا جا سکتا ہے۔ بسوں اور کاروں وغیرہ کے ذریعے سفر

کرنے والوں کی بلا تشخیص پڑتال ہو۔ کسی جگہ مسافر کو داخلے کی اجازت نہ ہو یہاں تک کہ مکمل پڑتال نہ کر لی جائے۔

سرحدوں پر کڑی نگاہ اور حفاظت

پاکستان میں اگر ہر ڈویژن نہیں تو ہر دو بڑے ڈویژنوں (مثلاً" کراچی، لاہور وغیرہ) کی سطح پر ہیلی کوپٹر موجود ہو جو سنگین حالات میں کام کرے اور تخریب کاروں اور سنگین مجرموں کے فرار ہونے کی صورت میں پولیس استعمال کرے۔ فنڈ تو خرچ ہوں گے مگر مجبوری ہے۔

امن عامہ کے تحفظ کے لئے ہیلی کوپٹر

تخریب کار ہمسایہ ملکوں سے وطن عزیز میں داخل ہو جاتے ہیں۔ سرحدوں پر متعلقہ ایجنسیاں کڑی نظر رکھیں اور مکمل حفاظت کریں۔ انڈیا نے تو خار دار تار لگا کر اس میں بجلی کی رو چھوڑ رکھی ہے۔ اسی طرح پاکستان بھی اپنے بارڈرز کی حفاظت کرے۔ نہ صرف جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی ضرورت ہے بلکہ نظریاتی سرحدوں کی بھی سخت ضرورت ہے۔ لسانی بنیاد پر اور صوبائی تعصب اور مذہبی منافرت پھیلانے والے عناصر کا قلعہ قمع کیا جائے۔

عوام کا تعاون

عوام چوکس اور ہوشیار رہیں۔ تخریب کاروں اور مجرموں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ وائرلیس کنٹرول سنٹر جگہ جگہ ہوں۔ عوام مشکوک عناصر کی صورت میں فوراً" اطلاع کریں۔ عوام اپنے اندر حب الوطنی کا جذبہ پیدا کریں۔ اغوا کرنے والے گروہوں ملزموں اور ایسے تخریب کاروں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ ہر شہری پولیس کی طرح فرائض انجام دے۔ ذرائع ابلاغ بھی عوام میں شعور پیدا کریں۔

فرمایا: ایک حدیث شریف میں ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا جب لوگ صبح سے شام تک دنیا کمانے کی فکر میں لگے رہیں گے۔ اب وہ وقت آگیا ہے کہ لوگ رات دن دنیا کمانے میں مستغرق رہتے ہیں۔ اس بات کی کوئی فکر یا پرواہ نہیں ہے کہ دین رہے یا چلا جائے۔ پھر فرمایا: دنیا کی کثرت بذات خود بری شے نہیں بشرطیکہ یہ ہاتھ میں رہے اور دل میں جاگزیں نہ ہو جائے یعنی اس کو آخرت سنوارنے کے لیے کام میں لایا جائے نہ کہ اس کی وجہ سے آخرت برباد ہو۔

نہ مرد است آں کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

حضرت مولانا اللہ یار خان رح

بقیہ صفحہ ۱۴ سے

تو یہ کنفیوژن آپ اپنے دلوں میں نہ رکھئے بلکہ تمام ساتھیوں کو سمجھائیے کہ آپ اس دھوکے میں نہ آئیے۔ جو سیاستدان دے رہے ہیں۔ اسلام کا نمائندہ بن کر رہئے۔ مضبوط بن کر رہئے با اخلاق بن کر رہئے۔ باکردار بن کر رہئے۔ حلال کھائیے۔ تھوڑا کھا لیجئے محنت کر کے کمائیے۔ جھوٹ سے برائی سے اور برے کاموں میں حصہ لینے سے اجتناب کیجئے اور اپنے وجود کو اسلامی ریاست بنا کر پیش کیجئے کہ اس پر تو اسلام نافذ ہے۔ پھر اللہ توفیق دے گا اور دوسروں پر بھی نافذ کرنے کا موقع آ جائے گا۔

و اخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

(مرشد آباد ۹۳ - ۱۰ - ۲۸)

کھوئی ہوئی دولت

میں کوئی لیکچر یا تقریر نہیں کرنا چاہتا اور نہ اس طرح کا کوئی میرا پروگرام ہے میں کاروباری مزدور پیشہ آدمی ہوں کبھی کبھی ملک سے باہر بھی چکر لگاتا ہوں کبھی یہاں بھی آ نکلتا ہوں زیادہ وقت میرا ملک کے اندر کچھ اپنے کام کو دیکھنے میں کچھ دینی مصروفیات میں گذرتا ہے اور اس بار میں یہ سوچ رہا تھا کہ شاید میں اس طرف شاید نہ آ سکوں۔ اس لیے کہ مسلمان کو میں نے جاپان سے لے کر یہاں تک دیکھ لیا ہے مزید دیکھنے کی کوئی خواہش نہیں رہی۔ وہ جہاں ہے ویسا ہی ہے۔ تو یہاں ہوں ہم یا دنیا کے دوسرے سرے پر مار کھانے میں ذلت و رسوائی میں پریشانیوں میں ہم ایک سے حال سے گذر رہے ہیں اور مسلمان بحیثیت قوم اس حالت کو پہنچ چکا ہے کہ اب ان میں کوئی رونے والا باقی نہیں ہے کہ وہ دوسرے پر آنسو بہائے اس لیے کہ جو جہاں ہے وہاں اسے اتنا کچلا جا رہا ہے کہ وہ دوسرے کے لئے کہاں آنسو بہائے گا۔

ہم بات تو کرتے ہیں بوسنیا میں کیا ہو رہا ہے لیکن بات سے آگے سوچنے کی ہمیں فرصت ہی نہیں ہے ہمارے اپنے مسائل اتنے ہیں ہم یہ تو کہتے ہیں کہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے لیکن کبھی کبھی جب کوئی خیال آ جائے تو وہ ایک ذرہ سی ایک ہ سی نکل جاتی ہے اور پھر بات ختم ہو جاتی ہے۔ اب جو بندہ اس حال سے گذر رہا ہو اسے کوئی پیچھے سے پکڑ کر کہے کہ جی دین کی بات سنو لیا سنے گا بھئی ایک آدمی کو پیٹا جا رہا ہے اسے سر بازار رسوا کیا جا رہا ہے اسے گھسیٹا جا رہا ہے اسے مار پڑ رہی ہے آپ کہتے ہیں جی فلاں مسئلہ سنو تو ثواب ملے گا اس کا دماغ خراب ہے اسے فرصت ہے سننے کی۔ مسلمان سے کون دین کی بات کہے مسلمان کے پاس فرصت ہے یا مسلمان کا حال ہے سننے کا؟

لیکن ایک بات کی ضرورت ہے کہ ہمیں وہ سبب تلاش کرنا چاہیے وہ کوئی مسنگ لنک تلاش کرنا چاہیے کوئی کڑی ہم سے کھو گئی وہ تلاش کرنی چاہیے کہ جس کی وجہ سے روئے زمین پر ہم جہاں بھی ہیں تکلیف میں ہیں آخر کیوں؟ بنیادی بات جو کہی جاتی ہے وہ آج کل کے دور میں میں نے جو اکثر سنی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس ٹیکنالوجی نہیں ہے ماڈرن ٹیکنالوجی سے یہ باہر ہیں موجودہ جو علوم ہیں ان سے یہ واقف نہیں ہیں اس لیے یہ مقابلہ نہیں کر پا رہے لیکن میں اس سے متفق نہیں ہوں اس لیے کہ میں نے جاپان سے لے کر یہاں تک اور چین سے لے افریقہ تک سفر کیا ہے ہر ملک کی جو ماڈرن ٹیکنالوجی ہے اس میں چوٹی کے جو لوگ ہیں میں نے وہ مسلمان دیکھے ہیں کہیں بھی بلکہ میں ناسا وزٹ کرنے کے لیے گیا تھا وہاں بھی ان کی چوٹی کی جو آخری باڈی ہے اس میں بھی تین مسلمان ہیں اور وہ چوٹی کے سائنسٹ ہیں اٹامک ٹیکنالوجی ہو یا کمپیوٹر کا معاملہ ہو ہر جگہ مسلمان موجود ہیں تو یہ بات کہنا صحیح نہیں ہے کہ مسلمانوں کے پاس ماڈرن ٹیکنالوجی نہیں ہے۔ میں پچھلے دنوں لندن میں تھا تو ہمارے ایک پاکستانی ڈاکٹر ہیں برطانیہ کے لوگ بھی انہیں OPERATE کرانے کی ضرورت پڑے تو وہ برطانوی ڈاکٹروں پر اسے ترجیح دیتے ہیں اس کے پاس وقت نہیں ہوتا کہ وہ آ کر کسی

ے بات کر سکے۔ مسلمان بھی ہے نماز بھی پڑھتا ہے داڑھی بھی رکھی ہوئی ہے پھر بھی اوہ اسی کے پاس جاتے ہیں اتنا قابل ہے۔ تو یہ بات نہیں ہے۔

دوسری بات ہوتی ہے کہ کسی قوم میں کوئی افرادی اعتبار سے اس کی کوئی آبادی کے اعتبار سے اس کا تناسب کم ہو اقلیت میں ہو تھوڑی ہو تو ظاہر ہے جو لوگ زیادہ ہوں گے وہ اسے پیٹیں گے لیکن جب ہم اس طرف آتے ہیں تو بڑی عجیب بات یہ ہے کہ دنیا میں ہر تیسرا بندہ مسلمان ہے یعنی دنیا کی سب سے بڑی قوم اس وقت جو ہے وہ مسلمان ہے چھ کروڑ کی آبادی میں دو کروڑ۔ چھ ارب کی آبادی میں دو ارب ۔ دو سو کروڑ مسلمان ہیں۔ ابھی دنیا کی جو آبادی ہے وہ پورے چھ ارب کنسنڈر CONSIDER نہیں ہوتی کچھ کم ہے لیکن دو ارب یا دو سو کروڑ صرف ایک قوم ہے مسلمان اور باقی قوموں کو گنیں تو وہ دو تہائی بنتی ہیں اور آپ فہرست لیجئے قومیں کتنی ہیں افرادی اعتبار سے مسلمان زیادہ ہیں اور آپ دنیا کے کسی حصے میں چلے جائیں اور آپ کو مسلمان ملیں گے اس لیے کہ وہ ہیں ہی بہت زیادہ۔

تیسری بات رہ جاتی ہے کہ پھر مسلمانوں کے پاس وسائل نہیں ہوں گے اکنامیکلی معاشی طور پر مسلمان پیچھے ہوں گے تو معاشیات۔جو ہوتی ہے یہ ریڑھ کی ہڈی ہوتی ہے افرادی قوت بھی اس کے پاس ہو ٹیکنالوجی بھی ہو لیکن اس کے پاس سرمایہ نہ ہو تو ٹیکنالوجی سے کیا بنائے گا اور وہ افرادی قوت کو کیا کرے گا لکن عجیب بات یہ ہے کہ دنیا کے جو وسائل اور ریسورسز ہیں ان میں سے سب سے بڑا حصہ مسلمانوں کے پاس ہے آپ نقشہ پھیلا کر دیکھ لیجئے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بہترین لینڈ سکیپ جو ہے وہ مسلمانوں کے پاس ہے صحرا سے لے کر برف پوش پہاڑوں تک خوبصورت پانیوں کے سمندروں اور بہترین بندرگاہوں پر ان کا قبضہ ہے بہترین زرخیز خطے مسلمانوں کے پاس ہیں آئل فیلڈز مسلمانوں کے پاس ہیں سونے کی کانیں ان کے پاس ہیں جواہرات ان کی زمین سے نکلتے ہیں ساری دنیا کی غذائی اجناس ان کی اس زمینوں سے نکلتی ہیں جن پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہے اور غیر مسلم دنیا کے پاس یہ جنوبی منجمد حصہ ہے یا شمالی منجمد حصہ ہے جہاں سال کے دس ماہ برف جمی رہتی ہے وسائل مسلمانوں کے پاس ہیں آپ نقشے پہ دیکھیں ساری مسلم دنیا جو ہے اسے اللہ نے شاہ رگ پہ بٹھا رکھا ہے روئے زمین کی اور سارے وسائل ان کے پاس ہیں۔ تو پھر انہیں مار کیوں پڑتی ہے؟

یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ ساری حقیقتیں بھی اپنی جگہ موجود ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مسلمان کو مار بھی پڑ رہی ہے۔

جو کچھ میں سمجھ سکا ہوں یا جو میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں یہ ضروری نہیں کہ جو میں نے سمجھا ہے وہی صحیح ہو لیکن جو میں نے سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے پاس اگر نہیں ہے تو صرف اسلام۔ باقی ہر چیز ان کے پاس ہے اور مجھے آج بڑی خوشی ہوئی مجھے وہاں شکوہ رہتا تھا کئی دفعہ کم ہی میں امامت تو کرتا ہوں لیکن کبھی کبھی دوست پکڑ لیتے ہیں کوئی جنازہ پڑھانے کو تو جو جنازہ میں پڑھاتا ہوں میں کہہ دیا کرتا ہوں کہ بھئی جسے نہیں آتا مہربانی کرو باہر تشریف رکھو تاکہ وہ بے چارہ اگلی دفعہ یاد کر کے تو آئے میں یہ رعایت نہیں کرتا کہ جسے نہیں آتا اس نے اس طرح سے نیت کرنی ہے اور یہ پڑھو تو اسے میں بتاؤں میں یہ نہیں کرتا میں اس لیے نہیں کرتا کہ یہ الٹرنیٹ جو ہیں انہوں نے ہمیں سیکھنے سے محروم کر دیا اسے باہر بٹھائے تاکہ اگلی دفعہ وہ خود سیکھ کر آئے جب اسے الٹرنیٹ مل جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ٹھیک ہے کوئی ضرورت نہیں سیکھنے کی پھر جائیں گے تو بتا دیں گے مولوی صاحب تو میں ایسا نہیں کرتا اپنا اپنا طریقہ کار ہے خوشی مجھے اس بات کی ہوئی ہے کہ دُور دراز پنجاب سرحد کے دیہات میں اجاڑ ویرانوں میں جہاں لوگ صرف انگوٹھا لگانا جانتے ہیں یا وہ بھی نہیں جانتے وہاں بھی مولوی بتاتے ہیں کہ جنازے کی نیت اس طرح کرنی ہے اور سیکرامنٹو آکر بھی یہی پتہ لگا کہ مولوی بتاتا ہے کہ جنازے کی

نیت اس طرح کرنی ہے یعنی مسلمان دین نہ سیکھنے میں متحد ہے ایک نقطہ اتحاد ہے مسلمانوں میں کہ انپڑھ سے لے کر بڑے سے بڑے ڈاکٹر تک اور بھوکے اور وحشی اور دیہاتی اور جنگلی اور گوالے سے لے کر بڑے بڑے پڑھے لکھوں تک بڑے بڑے سائنس دانوں ڈاکٹرز اور انجینئرز تک ایک بات پہ اتحاد ہے کہ دین مولوی ہی سیکھے گا ہمارا پرابلم نہیں آپ انجینئر ہیں آپ کسی کے پاس جاب کے لیے جاتے ہیں کہتے ہیں جی مجھے جاب دے دو انجینئر کی تو وہ پوچھے گا کہ آپ نے کہاں پڑھی انجینئرنگ کہاں سے ڈپلومہ کیا کون سی ڈگری ہے آپ کہیے گا کہ وہ تو ہمارے مولوی صاحب کے پاس ہے میں نے پڑھی وڑھی نہیں ہے میں انجینئر ہوں ڈگری مولوی صاحب کے پاس ہے۔ آپ کسی کے پاس جائیے اسے کہیے کہ میں ماہر ڈاکٹر ہوں اس فن کا ڈاکٹر میں ہوں لیکن ڈاکٹری پڑھی ہمارے مولوی صاحب نے ہے مجھے آتی نہیں لیکن ڈاکٹر آپ مجھے اپوئنٹ کریں تو وہاں یہ کلیہ Apply نہیں کرتے آپ' دین میں آپ کہتے ہیں میں مسلمان ہوں اسلام کو جاننا یہ مولوی کا Bussiness ہے اسلام کو مولوی جانتا ہے مسلمان میں ہوں۔ تو میرے بھائی جو قوم بھی اپنے اصل سے بیگانہ ہو جاتی ہے۔ اس کا یہی حشر ہوتا ہے۔

مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے جب ہم کہتے ہیں کہ جی یہ جو یہاں کے عیسائی ہیں یہ اپنے اصل کو چھوڑ چکے ہیں۔ یہ جو یہودی ہے یہ اپنے اصل کو چھوڑ چکا ہے اور ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ یہاں کا ترقی یافتہ عیسائی بھی آج بھی اپنے پادری کو کاغذ کی ٹوپی پہنا کر اور بڑی سی لاٹھی پکڑوا کر اور لکڑی کا ایک مجسمہ لٹکا کر اس کے آگے دست بستہ کھڑا ہوتا ہے وہ اپنے مذہب سے بیگانہ نہیں ہے بات صرف یہ ہے کہ اس کا مذہب ہے ہی صرف اتنا اس کا مذہب پریکٹیکل لائف میں انٹر فیر کرتا ہی نہیں ہے اس کا مذہب ہے ہی اتنا کہ وہ سنڈے کو چرچ اٹنڈ کر لے یا کسی دن اسے جو وقت ملے تو جا کر وہ بنچو کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو جائے۔ میں نے دیکھا ہے مانٹریال کے چرچ جوزف میں

That is a Big Church

ملٹی سٹوری بلڈنگ ہے تو بڑے بڑے جو تعلیم یافتہ عیسائی ہیں وہاں پہ ایک مجسمہ لکڑی کا کھڑا ہے اور اس میں مختلف کینڈلز لگی ہوئی ہیں کہ جی دس ڈالر دو گے تو یہ کینڈلز جلا سکتے ہو پندرہ دو گے تو یہ جلاؤ گے آٹھ دو گے تو یہ جلاؤ گے اپنی منتیں جو تکلیف ہے جو مصیبت ہے منتیں مانو تو وہ سارے اس میں تو متحد ہیں وہاں جاتے ہیں پیسے دیتے ہیں موم بتی جلاتے ہیں اور اس سے وہ اپنی سمجھتے ہیں کہ ہماری ہو گئی۔

میں ایک جہاز میں آ رہا تھا نیو یارک سے تو سارے راستے انہوں نے جو فلم دکھائی ہے نا اس میں ساری عیسائیت کی تبلیغ تھی وہ کیسے اپنے مذہب سے بیگانہ ہیں۔ کون سے پاکستانی جہاز میں ہمیں اسلام کا کوئی لفظ سکھایا جا سکتا ہے کون سی مسلمان عرب میں نے عرب کے جہازوں میں سفر کیا ہم امریکہ جا رہے تھے اور سارا راستہ انہوں نے نیوز فلم چلائی

As the flight Took Off From Jedda

تو انہوں نے فلم شروع کر دی اور شاید میرے خیال میں ویسٹ میں بھی ایسی فلمیں جہازوں میں نہیں لگتی ہیں تو جنہیں آپ کہتے ہیں یہ مذہب سے بیگانہ ہیں ان کے جہاز میں میں نے نیویارک سے لے کر یہاں تک کوئی تین گھنٹے کی وہ فلم دیکھی جس میں ساری اول سے آخر تک وہ عیسائیت کی تبلیغ تھی انہیں ہم کہتے ہیں یہ بیگانہ ہیں اور ہمیں جنازے کی نیت مولوی صاحب بتائیں ہم کہتے ہیں ہم مذہب کے وارث بنے ہوئے ہیں ہم مذہب کو جانتے ہیں ہم نے مذہب سیکھا ہوا ہے قوموں کے لیے قوموں کی بقا کے لیے اور قوم کو قوم کہلانے کے لیے کوئی نقطہ اتحاد ہوتا ہے کوئی ایسا مرکزی نقطہ ہوتا ہے جس پہ ساری قوم ایک ہو جاتی ہے ہمارے پاس وہ نقطہ اتحاد ہے اسلام۔ اگر اسلام کو آپ نکال دیں تو پیچھے کیا ہو گا کوئی راجے پٹھان رہ جائیں گے کوئی چھوٹے بڑے رہ جائیں گے

کوئی امیر غریب رہ جائیں گے کوئی سفید کالے رہ جائیں گے کوئی مشرقی اور مغربی رہ جائیں گے یونٹی یا ہمارا اتحاد جو ہیں یہ ہم سب میں قدر مشترک جو ہے یا ایک چیز جو ہے وہ اسلام ہے تو اسلام کو ہم نے سیکھنا ہی چھوڑ دیا اب پاکستان بنا مشرقی پاکستان ہزار میل دور تھا مغربی پاکستان ہزار میل مغرب کو تھا ان میں نقطہ اتحاد یہ تھا کہ یہ ایک اسلامی ریاست ہے۔ ریاست بن گئی اسلام کو اس میں کسی نے داخل نہیں ہونے دیا تو چند سال گذرے انہوں نے کہا پھر ہمارا تمہارا رشتہ کیا ہے جب اسلام نہیں ہے اسلامی قانون نہیں ہے اسلامی نظام نہیں ہے تو پھر ہمارا تمہارا رشتہ کیا ہے پھر تم اپنا کرو ہم اپنا کریں۔

تو جو میں سمجھ سکا ہوں ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہم اس دعوے کے ساتھ کہ ہم مسلمان ہیں ہم نے ساری زندگی جس بات کو سمجھنے کے لیے کوئی وقت نہیں نکالا وہ اسلام ہے اور کتنی عجیب بات ہے کہ رب جلیل نے مسلمان کو جو فریضہ دیا ہے وہ بڑا عجیب و غریب ہے۔

کنتم خیر امتہ تم بہترین قوم ہو اخرجت للناس۔ اس لیے کہ دوسرے اپنے اپنے لئے جیتے ہیں اور تم وہ لوگ ہو جو انسانیت کی بہتری کے لیے جیتے ہو اور پوری انسانیت کی رہنمائی کرتے ہو بھلے کاموں کی طرف۔ تامرون بالمعروف اچھے کاموں کی طرف رہنمائی کرتے ہو پوری انسانیت کی وتنھون عن المنکر اور اولاد آدم کو برائی سے بچاتے ہو برے کاموں سے روکتے ہو۔ وتومنون باللہ اس لیے کہ تم وہ لوگ ہو جن کا اللہ کے ساتھ رشتہ ایمان کا مضبوط ہے۔

اب جس قوم کے فرائض میں من حیث القوم یہ ہے کہ وہ اولاد آدم کی بہتری سوچے اور انہیں برائی سے روکے وہ خود اس بات سے محروم ہو گئی کہ برائی کیا ہوتی ہے اور بھلائی کس کو کہتے ہیں یعنی مسلمان خود اس سے آؤٹ ہو گیا اسے خود نہیں پتہ اب [illegible]تے ہیں اللہ نے ہمیں کتنی طاقت دی [illegible]

بیت اللہ شریف میں ۳۰ تیس ۳۵ پینتیس لاکھ بندے ہیں ساری مسجد کی ساری چھتیں بھر کر باہر کے بازار بھر کر پانچ چھ چھ میل تک ان بڑی کھلی سڑکوں پہ موٹروے پہ جا کے صفیں بن جاتی ہیں میں نہیں مانتا کہ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ٹرینڈ آرمی بھی اتنے کم وقت میں فارمیشن بنالیتی ہے۔

کوئی سنتیں پڑھ رہا ہے کوئی تلاوت کر رہا ہے کوئی تسبیح پڑھ رہا ہے کوئی لیٹا ہوا ہے کوئی کچھ کر رہا ہے جیسے ہی اقامت شروع ہوتی ہے وہ ایک ایک دفعہ کہتے ہیں جو مکہ کے موذن ہیں حرم کے وہ ایک ایک بار کہتے جاتے ہیں وہ دیر نہیں لگاتے لیکن پورے وہ پینتیس چالیس لاکھ مسلمانوں کی ایک فارمیشن بن جاتی ہے اور اتنے متحد ہوتے ہیں جیسا ایک بندہ ایک مولوی اللہ اکبر کہتا ہے پینتیس لاکھ ایک آدمی میں استعداد ہوتی شعور ہوتا پینتیس لاکھ بندوں کو اس فارمیشن میں لے کر دنیا کی کسی سمت کو چل پڑتا اسے کون رکواتا تھا کون روک سکتا تھا لیکن وہ یونٹی رہی سلام پھیرنے تک السلام علیکم السلام علیکم بس گئے اس سے زیادہ ہم نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی اس سے زیادہ ہم نے جانا ہی نہیں اس سے زیادہ آگے ہم گئے ہی نہیں کہ یہ جو اللہ نے ہمیں ایک قوت دی ہے اسے ہم لے کر کہاں جائیں ہم نے یہ سمجھا اسے مسجد میں یہیں پھینکو باہر پھر ہم آپس میں جب ہم جانتے نہیں ہیں نا تو تماشہ ہمارے ساتھ ایک اور ہوا تماشہ یہ ہوا کہ۔

کچھ لوگوں نے دین کو پیشہ بنا لیا کہ لوگوں نے دین سیکھنا چھوڑ دیا ہے۔ ان سے پیسے لیں اور ہم اس پہ قبضہ کریں اب وہ جو پروفیشنل ایک طبقہ تھا (علماء سے معذرت کے ساتھ جو دین کا کام کرتے ہیں جو دین کے لیے مخلص ہیں اللہ انہیں قبول فرمائے اور اس کے [illegible] ان کا اجر ہے اور میرے کچھ کہنے سے ان کی شان میں کمی بھی نہیں ہوتی اور میں یہ گستاخی کرنے کی جرات بھی نہیں کرتا کہ کسی عالم کی شان میں گستاخی کروں) لیکن میں پیشہ ور لوگوں کے خلاف ہوں اس لیے کہ ہمارا قومی ضمیر ہماری قومی غیرت ہمارا

سارا دین بیچ کر وہ کھا گئے اور وہ وہ لوگ ہیں جو عام مسلمان کو تلقین کرتے ہیں کہ تم قرآن کا ترجمہ مت پڑھنا گمراہ ہو جاؤ گے کمال ہو گئی یار کوئی قرآن پڑھ کر گمراہ ہوتا ہے تو تم اسے ہونے دو یہ کتنی عجیب بات ہے کہ جو کتاب ہدایت کے لیے اللہ نے نازل کی ہے اسے پڑھ کر وہ گمراہ ہو جائے گا۔ آب حیات پی کر وہ مر جائے گا اور اس سے بے بہرہ رہ کر وہ زندہ رہے گا یہ ایک طبقہ تب پیدا ہوا جب ہم نے وہ جگہ خالی کر دی۔

اب ہمارا طریقہ کار گذشتہ دو صدیوں سے یہ آیا کہ جو نیلنٹ ہمارے پاس ہوتا ہے اسے ہم انجینئرز ڈاکٹر پروفیسر ماسٹرز ٹیچرز سولجر تک بنانے کی حد تک آتے ہیں چوکیدار ہی سہی ارے یہ تو چوکیدار بھی نہیں بن سکتا اسے مسجد بھیج دو جو چوکیدار بھی مس فٹ ہے فزy بھی مس فٹ ہے مینٹلی مس فٹ ہے اکنا میکلی اسے کھانے کو کچھ نہیں ملتا کون اس کی پرورش کا بوجھ اٹھائے اسے مسجد بھیج دو یہ دین سیکھے گا پھر اس پہ بڑی مہربانی کرتی ہے یہ قوم اسے کہتی ہے یار تم اپنا پیالہ لے کر گدا کر کے دال کے ٹکڑوں اور روٹی کے ٹکڑے اور دال جمع کر لو وہ غریب دس بارہ سال گاؤں کی گلیوں میں گدا کرتا ہے گھر گھر کا کتا اسے کاٹتا ہے اور بندہ بندہ اسے جھڑکتا ہے پھر وہ وہاں سے مولوی بن کے نکلتا ہے باقی ساری زندگی وہ آپ سے انتقام لیتا ہے ان میں نوے فیصد ایسے ہیں جو آپ کو لائن میں کھڑا کر دیتے ہیں جنازے کی دعائیں نہیں پڑھتے اس بدمعاش کی دعا نہیں پڑھوں گا اس لیے کہ ساری زندگی آپ نے اس سے جو سلوک کیا ہے اس کا بدلہ ہے وہ آپ کو دین بتانے کے بجائے آپ کو دین سیکھنے سے منع کرتا ہے اسے کرنا چاہیے اس کے ساتھ ہم نے کیا سلوک کیا ہم نے کیا عزت دی اس کو کیا احترام کیا۔ آج بھی جو بڑے سے بڑا مخیر مسلمان ہے وہ مدرسے کو صرف زکوٰۃ دیتا ہے اپنا پیسہ اسے نہیں دیتا جو اس پر فرض ہو گا وہ بھی بڑا کوئی جو نیک ہے ورنہ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے جو بہت اپنے کو نیک سمجھتا ہے وہ ان طالب علموں سے لیے یہ اس مدرسے کے لیے اور آپ مدرسوں میں جا کر دیکھیں جو بندہ کسی دینی مدرسے سے پڑھ جاتا ہے سارا زور پولیس لگا لے اس پر تفتیش نہیں کر سکتی اتنی مار کھا کر وہ پہلے آیا ہوتا ہے اس ساری مشنریوں میں جا کر دیکھیں Love The Children They آپ اپنے مدارس میں جا کر دیکھیں تو وہ ہاتھ پہ سوٹی نہیں مارتے وہ تخنے پہ مارتے ہیں اور آدھا آدھا گھنٹہ بچے ڈانس کرتے رہتے ہیں ایک سوٹی پر یہ سارا اسلام ہے۔

اور اگر من حیث القوم مسلمان اسلام کے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے تو اسے کتنا مہذب ہونا چاہیے دنیا میں اگر میں اور آپ ہمیں جج بنا دیا جائے میرے سامنے آپ کے سامنے یہ یہ فائل Put Up کی جائے کہ یہ فیلو جو ہے اسلام کے ساتھ اس کا رویہ یہ ہے اب اس کے بدلے میں اسے کتنا انعام دیا جائے تو آپ انصاف کریں آپ اس سے شدید فیصلہ کریں گے۔ اللہ تو بڑا کریم ہے کہ پھر بھی وہ نرمی کر جاتا ہے جو کچھ ہم دین کے ساتھ کر رہے ہیں اس کے باوجود اس نے ہمیں کلمہ پڑھنے کی توفیق دے رکھی ہے ہم سے کلمہ نہیں چھینا ہم نماز پڑھنا چاہیں تو مسجد آنے سے روکتا نہیں ہم کسی کے لیے دعا کریں تو منع نہیں کرتا اور ابھی تک پکار رہا ہے ہمیں۔

لقد یسرنا القران لذکر فھل من مدکر۔ کہ لوگو میں نے قرآن کو سیکھنے کے لیے آسان کر دیا یار تم میں سے ایسا کوئی ہے جو سیکھنا چاہتا ہے کتنی عجیب قوم ہے کتنے عجیب لوگ ہیں کتنا عجیب ماحول ہے ہمارا اور کیسے مسلمان ہیں اس مسلمان کا بیٹا پیدا ہوا اسے آذان دینا نہیں آتی جس کا باپ مر جائے اسے جنازہ پڑھنا نہیں آتا تو یہ درمیان میں جو Complicated پرابلم ہیں زندگی کے وہ اسے کب آتے ہوں گے اور جسے آتے ہی نہیں جو سیکھتا ہی نہیں وہ اس پر عمل کیسے کرے گا۔ آپ نے ساری عمر ڈرائیونگ سیکھی نہیں آپ کہتے ہیں خیر ہے موٹر چلا لوں گا یہ کیسا ہے کیسے چلا لو گے آپ نے جب سیکھا ہی نہیں گاڑی چلانا سیکھ

تو لیں ساری عمر نہ چلائیں کبھی موڈ آگیا تو چلالیں گے سیکھی ہوئی ہو آپ دین پڑھیں تو سہی اس پر عمل نہ کریں لیکن جانتے ہوں گے تو کبھی عمل کریں گے بھی ہم جانتے نہیں ہم پڑھتے نہیں ہم سمجھتے نہیں تو پھر کریں گے کب۔

اور میں معافی چاہتا ہوں بغیر سیکھے ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں نا This is a Phateek ایک بوجھ ہوتا ہے ہم پر اٹھک بیٹھک کرتے ہیں ہمارا اس میں انٹرسٹ کوئی نہیں ہم جانتے ہی نہیں کہ اس میں اٹھنے بیٹھنے میں ہے کیا میں نے سجدے میں کیا کہا ہے میں نے کھڑے ہو کر کیا پڑھا ہے میں نے کس سے کہا ہے کیا کہا ہے کیوں کہا ہے بھئی کیوں آئے ہو اچھا ہوتا ہے نماز پڑھنی ہم نے نماز پڑھ لی پتہ آپ غور سے دیکھیں بندہ آئے گا جلدی جلدی دو چار چھینٹیں اڑائے گا جیسے اس پر کوئی بڑی برڈن ہے۔ وہ آئے گا وہ بوجھ پھینکے گا مسجد میں یہ جا وہ جا۔ ابھی یہاں آپ مہدی حسن کو لے آئے نور جہان کو لے آتے لوگ جنازہ کہتے بعد میں پڑھ لیں گے پہلے کچھ سن تو لینے دو۔ بابا جی کو تو مرنا تھا مر چکے۔

Let Us Enjoy Something پھر پڑھ لیں گے جنازہ۔ آپ نے کہا جی مولانا تقریر۔ خواہ مخواہ آپ نے مجھے مولانا کہہ کر لوگوں کو بھگا دیا انہوں نے سمجھا کوئی مولوی گاٹے پے گیا گئے نس گئے۔ حالانکہ آپ Just a Common Man کوئی مولانا شولانا نہیں ہیں۔ تو یہ بات ہماری کوئی مذہبی تقریر نہیں تھی۔ یہ بالکل آپس کی ایک ایک تھی Discussion

چونکہ ہمارا ایک رشتہ بہت مضبوط ہے وہ رشتہ یہ ہے کہ ہم ایک اللہ مانتے ہیں سب سے بڑا ہمارا جو لنک ہے جو تعلق ہے وہ یہ ہے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور اس سے بڑا کوئی رشتہ نہیں ماں باپ کا رشتہ چھوٹ سکتا ہے ماں باپ ہو سکتا ہے کہ ماں باپ مسلمان ہوں بیٹا مسلمان نہ ہو ہو سکتا ہے کہ بیٹا مسلمان ہو اور ماں باپ کو اسلام نصیب نہ ہوا ہو یہ رشتے ٹوٹ سکتے ہیں لیکن مسلمانؐ کا جو رشتہ اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ اتنا بے نظیر اتنا بے مثال اتنا مضبوط ہے کہ اسے قیامت کا زلزلہ بھی نہیں توڑ سکتا تو جب ہم ایک ہیں ہمارا ایمان ایک ہے ہماری عاقبت ایک ہے ہمیں ایک جگہ کھڑے ہو کر جواب دینا ہے تو ہم اکٹھے بیٹھ کر اسے ڈسکس کیوں نہ کریں وہ مسائل کہ جن کا جواب مجھے اور آپ کو ایک میدان میں کھڑے ہو کر دینا ہے۔ اب ہمارے پاس جو عمل کا وقت ہے اس پر ہم ڈسکس کیوں نہ کریں۔

اور میں نے جو آیہ کریمہ پڑھی ہے میں آپ کا زیادہ وقت نہ لے لوں آپ کی دنیا مصروف ہوتی ہے یہاں سپیشل جو ٹورسٹ ہوتے ہیں ہم تو سارا کام ختم کر کے وہ اپنا خالی وقت لے کے نکلتے ہیں لہٰذا ہمارے پاس تو سارا وقت فارغ ہی ہوتا ہے اس وقت تک کہ جب تک کہ ہم واپس اپنی جگہ نہ پہنچیں تو آپ لوگ کیونکہ اپنے کاموں میں ہیں آپ کے پاس زیادہ وقت نہیں ہو گا سوال یہ ہے کہ میں نے جو آیہ کریمہ پڑھی ہے قرآن میں موجود ہے بڑا عجیب وعدہ ہے اللہ کا ایسا عجیب فرمایا۔

و انتم الاعلون You Are The Winner کسی ایک جگہ نہیں

In Every Field Of Life Even In The Death Even After The Death

انتم الاعلون You Are The Winner کمال ہے بھئی ہم کیسے کامیاب ہیں کیسے جیت گئے جب ہمیں ہر جگہ مار پڑ رہی ہے ہر جگہ ہم ہی رسوا ہیں چھوٹی سی اس کے ساتھ قید لگا دی ہے۔

ان کنتم مومنین۔ اگر تمہارا ایمان بھی صحیح ہو اب یہ جو درمیان میں اگر آگیا ہے نا IF اور BUT جو آگیا ہے نا اس نے ہمیں چکر دے دیا اس سے آگے ہم نہیں جاتے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ جو ونر کارنر ہے نا یہ ہمارے پاس رہے وہ جو آگے IF کا جو برج کراس کرانا ہے نا بھئی یہ ہم سے نہیں ہوتا تو اگر ہم جائیں گے

نہیں اگر ہم قرآن کو سیکھیں گے نہیں اگر ہم حدیث شریف کا ترجمہ سیکھیں گے نہیں اگر حلال و حرام کو سیکھیں گے نہیں اور میں معافی چاہتا ہوں مجھے بتائیے ہم مانتے کیسے ہیں ہم جو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہم مانتے ہیں کس بات کو مانتے ہیں جو جانتے ہی نہیں اسے مانتے کیسے ہیں یہ بات یہ فلاسفی کم از کم میرے پلے نہیں پڑتی کہ بندہ جس بات کو سمجھتا نہیں اس کو ماننا کیسے ہے یعنی ماننے کے لیے پہلے اسے جاننا شرط ہے کہ آپ جانتے ہوں پھر آپ مانیں کہ میں اسے حقیقت مانتا ہوں یا آپ اس کا انکار کر دیں کہ بھئی میں نے جو سنا ہے میں نہیں جانتا میں نہیں مانتا آپ نے میری بات ہی نہیں سنی۔ اب جو لوگ چلے گئے ہیں وہ کہتے ہیں جو انہوں نے کہا ہم مانتے ہیں انہیں پتہ ہی نہیں میں نے کہا کیا ہے تو مانتے کیا خاک۔ تو ہمارا اسلام یہ ہے کہ ہم جانتے نہیں ہم مانتے ہیں کمال ہو گئی جانتے نہیں مانتے کیا ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ہم نے اسلام ٹھیکے پر دے دیا ہوا ہے باقی کام دنیا کے ہم کریں شادی میں کروں گا اسلام مولوی صاحب سیکھیں بچے میں پالوں گا اسلام مولوی صاحب سیکھیں دولت میں کماؤں گا اسلام مولوی صاحب سیکھیں وہ ٹھیکے پہ دے دیا اب وہ جو ٹھیکے دار ہے اب اس کا جو جی چاہے اس سے سلوک کرے جب ہم خود اس کے مالک ہی نہیں یہ تو اللہ کا احسان ہے کہ علماء میں ایک طبقہ ایسا ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہے گا جو خلوص سے دین کی خدمت کرتا ہے وگرنہ ہمارے رویے پہ ہوتا تو اب تک یہ دنیا سے اٹھ چکا ہوتا ہم نے اس کی حفاظت نہیں کی یہ تو ان اللہ کے بندوں پہ علماء میں ایک طبقہ ہے جو اقتدار کے لالچ میں نہیں آتے جو دولت کے لالچ میں نہیں آتے جنہیں میں اور آپ جانتے بھی نہیں جن کے ہم نعرے لگاتے ہیں نا یہ نہیں جنہیں ہم جانتے بھی نہیں وہ ان کا خلوص ہے جو ہم تک دین پہنچاتا رہتا ہے وہ بھوکے سو جاتے ہیں جن کے پاس تولین نہیں ہے وہ گاس بچھا کر سو جاتے ہیں جو ٹکڑے کھا کر گذارا کر لیتے ہیں جو بکتے نہیں خوشامد نہیں کرتے اور سچی بات کو دوسروں تک پہنچاتے رہتے ہیں وہ دین کے امین ہیں ان سے دین کی خدمت لی جا رہی ہے ورنہ میرے اور آپ کے رویے پہ ہوتا تو ہم تو اسے ٹھیکے پہ دے چکے۔

تو میری اس تھوڑے سے وقت میں میری ریکوسٹ یہ ہے آپ سے کہ میں یہ چاہوں گا کہ آپ ایک کام کم از کم ایک کام ضرور کریں کہ اس قوم کے دو سو کروڑ آدمیوں میں سے دو ارب مسلمانوں میں سے ایک مسلمان کو دین سکھائیں۔

کب جاگیں گے کب سوچیں گے کب سیکھیں گے تو میں آپ سے یہ ریکوسٹ کروں گا کہ آپ جہاں اپنے چوبیس گھنٹے صرف کرتے ہیں ان میں سے چوبیس منٹ اسلام کو دے دیں آپ ان چوبیس کو بھی مائنس کر لیں آپ روزانہ بارہ منٹ دے دیں اور بارہ منٹوں میں کسی ایک آیت کا ترجمہ پڑھ لیں کسی ایک چھوٹی سی حدیث کا ترجمہ پڑھ لیں کوئی ایک چھوٹا سا مسئلہ فقہ کا یاد کر لیں آپ بارہ منٹ روزانہ دیں آپ دیکھیں گے کہ آپ بارہ مہینوں میں سارا اسلام سیکھ چکے ہیں یہ اتنا آسان ہے یہ اتنا سیدھا سادھا ہے آخر ہم ٹیلی ویژن کو ٹائیم دیتے ہیں ہم اخبار کو ٹائیم نکالتے ہیں سونے کا وقت نکالتے ہیں گیموں کے لیے ہم وقت نکالتے ہیں تو کیا دس بارہ پندرہ منٹ روزانہ ہم نہیں نکال سکتے اور اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو میرے پاس ایسا کوئی جادو نہیں ہے کہ میں آپ کو دعوت دوں کہ آپ نے میری تقریر سنی آپ کو پانچ سو حوریں ملیں گی آپ کو پندرہ پلاٹ آلاٹ ہوں گے جنت میں ایسا ہو گا No یہ سارا کچھ کچھ بھی نہیں ہو گا۔

سزا و جزا آپ کو اپنے کردار پر ملے گی یہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں یہ ہمارے چیک میں یہی کیش ہو گا اگر ڈیبٹ ہے تو وہاں ڈیبٹ ہو گا کریڈٹ ہے تو کریڈٹ ہو گا اگر وہ مثبت ہیں تو ان پہ انعام ہو گا وہ منفی ہیں تو سزا ہو گی بڑا سیدھا سیدھا مذہب ہے کوئی ایچ پیچ کوئی ہیرا پھیری نہیں ہو گی محض سننے سنانے سے کچھ نہیں ہو گا میرے بھائی عمل سے ہو گا نتیجہ آپ ساری زندگی بیٹھ کر

سارا دن بیٹھ کر بہترین کھانوں کی لسٹ پڑھتے رہیں تو پیٹ بھر جائے گا؟ کھالیں اگر دال بھی کھالی تو پیٹ بھر جائے گا لسٹ اگر پڑھتے رہیں تو پیٹ نہیں بھرے گا محض کہنے سننے سے کچھ نہیں ہوگا میرے بھائی عملی زندگی کی طرف بڑھیے اپنے اوقات میں اپنے آپ سے وعدہ کیجئے اور روزانہ کم ازکم ایک آیت کا ترجمہ یاد کر لیجئے۔ کم از کم نماز کا ایک رکن صحیح کیجئے کم از کم حدیث کی ایک چھوٹی سی بات یاد کر لیجئے کوئی پاکی ناپاکی حلال حرام کا ایک مسئلہ یاد کر لیجئے اللہ آپ کو اس کا بہت بڑا انعام دے گا۔ کہ آپ اس گئی گذری اور تباہ ہوتی ہوئی قوم کو زندہ کرنے کے کام میں حصہ لے رہے ہیں۔

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ میں آپ کو یہ بات بتا دوں کہ اسلام ہمارا محتاج نہیں ہے اور اسلام کبھی نہیں مٹے گا۔ یہ انقلاب آئے گا انشاء اللہ اور اسلام پھر سے زندہ ہو گا اور اسلامی اقتدار پھر سے قائم ہو گا یہ الگ بات ہے کہ اس کے کام کرنے میں کون خوش قسمت حصہ لیتا ہے اور کون بدنصیب اس سے محروم رہتا ہے اگر ہم نے اپنے آپ کو بھی دین سکھانا شروع کر دیا تو اس انقلاب میں ہم بھی حصے دار ہیں اس لیے کہ اسلام ہمارا محتاج نہیں ہے اسلام کی بقا کا اللہ نے ٹھیکہ لے لیا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ○ ہم نے اسے نازل کیا ہم اس کی حفاظت کریں گے آج اتنے حالات ابتر نہیں ہیں جتنے تب ابتر تھے جب تاتاریوں نے مڈل ایسٹ پہ اور ایشائی مسلمان ریاستوں پہ ہلاکو خان اور چنگیز خان چڑھ دوڑے تھے وہ تاریخ بھی آپ کے سامنے ہے۔ اسلام میں اتنی طاقت ہے اگر بے عمل مسلمان ان کے ہاتھوں مارے گئے تو تاتاری کلمہ پڑھ کے اسلام کے خادم بن گئے اسلام نہیں مٹا تھا بدکار مسلمان مٹ گئے تھے اور وہ جو مسلمانوں کو مٹانے والے تھے اللہ نے انہیں ہدایت دے دی تھی تو وہی تاتاری ہزاروں برس اسلامی ریاستیں قائم کرتے رہے کہیں ایسا نہ ہو **عسی ان یاتی اللہ بقوم یحبوھم و یحبونہ** ۔ ایسا نہ ہو کہ ہم نخرہ کرتے کرتے مارے جائیں اور اللہ کسی اور قوم کو کلمہ پڑھنے کی توفیق دے دے اور وہ اسلام کی خدمت کا صلہ لے جائے اسلام تو باقی رہے گا۔ ہماری بقا اسلام سے وابستہ ہے ہم نخرہ یہ کر رہے ہیں کہ شاید اسلام ہمارا محتاج ہے کہ بھئی ہم پیچھے نہیں مڑیں گے تو پھر وہ ہمارے پیچھے پیچھے آئے گا نہیں ہم اپنی بقا میں اسلام کے محتاج ہیں ہمیں اس کے ساتھ واپس جانا ہو گا ۔ ہمیں اسے سیکھنا ہو گا ہمیں اسے اپنانا ہو گا مولوی صاحب کا مذہب نہیں میرا اور آپ کا اپنا مذہب ہے پیر صاحب کا مذہب نہیں میرا اور آپ کا اپنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کتاب اور اپنا مذہب ہے جب تک ہم اسے اون نہیں کریں گے ہم اس کا کیا کریں گے فی الحال تو ہم اون ہی نہیں کرتے سیکھنا تو دور کی بات ہے اللہ کریم ہمیں توفیق دے۔ آپ یہ سمجھیں کہ میں یہ ہزاروں میل چل کر صرف یہ ریکوسٹ کرنے آپ سے آیا ہوں کہ اس ایک وجود کو اسلام سکھائیں۔

Do not Follow Me میرے پیچھے مت آئیں میری بات مت مانیں لیکن یار اللہ کی تو مانیں قرآن کو تو سیکھیں رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی بات سمجھنے کی کوشش تو کریں اگر آپ نے ساری عمر حدیث کا ترجمہ انگریزی میں بھی ملتا ہے اردو میں بھی ملتا ہے عربی میں بھی ملتا ہے اگر آپ ساری عمر بات سننا ہی گوارا نہیں کرتے تو مانیں گے کب سیکھیں تو سہی اور اگر آپ ہم اس طرف متوجہ ہو جائیں تو انشاء اللہ اسلام کے اس انقلاب میں اور ریوائیوں میں اور ربوائیوں میں ہمارا بھی حصہ ہو گا اللہ کریم ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اطلاع

ہر خریدار کو پرچہ باقاعدگی سے بھیجا جاتا ہے۔ تاہم اگر کسی وجہ سے پرچہ نہ ملے تو اس کی اطلاع اسی ماہ بھجوا دیجیئے گا۔ آپ کو پرچہ دوبارہ بھیج دیا جائے گا۔

مدیر المرشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم○

"الاخوان" کا پیغام

ایک اللہ، اک نبی، اک رہنما قرآن ہے
تیرا میرا رشتہ اب، تنظیم "الاخوان" ہے

آؤ مل بیٹھیں ذرا، اپنی کہانی پھر کہیں
کوہ و دریا، دشت و صحرا کی زبانی پھر کہیں

ظلم تھا دنیا پہ چھایا، یہ عدالت کس نے دی
زندہ تھی در گور عورت، یہ شرافت کس نے دی
قیصر و کسریٰ کو مٹی میں ملایا کس نے تھا
اور انسان کو غلامی سے چھڑایا کس نے تھا

تیرے ہی آبا تھے وہ، تیری یہی پہچان ہے
تیرا میرا رشتہ اب، تنظیم "الاخوان" ہے

تھے مٹھی بھر، مگر ایمان سے روشن تھے وہ
حق کے رسیا، اور کفر و شرک کے دشمن تھے وہ
پیکر صبر و رضا، ایمان سے سر شار تھے
با وفا تھے، ہر بدی سے برسر پیکار تھے
فتح و نصرت تھی، مگر اس سے بھی بالا تر تھے وہ
رب رضا ہو جائے، بس اس ایک ہی رہ پر تھے وہ

ایسے جی داروںؑ کا ساتھی اور ولی' رحمٰن ہے
تیرا میرا رشتہ اب' تنظیم "الاخوان" ہے

تھی بڑی عظمت تیری' رشتہ جو تھا اللہ سے
کانپتے دشمن تیری آواز الا اللہ سے
پر زمانے کے حوادث نے تجھے بھٹکا دیا
عیش و عشرت' چین و راحت نے تجھے بہلا دیا
قاتلوں نے یار بن کر' کیا سبق پڑھا دیا
سادہ لوحی نے تیری' آخر تجھے مروا دیا
ہر کوئی تھپڑ جسے مارے' تو وہ انسان ہے
تیرا میرا رشتہ اب' تنظیم "الاخوان" ہے

رب نے تو کوئی کمی برتی نہیں انعام میں
تو ہی ناداں ہے کھو گیا ہے' گردش ایام میں
اپنے اپنے گھونسلوں کی فکر تم کو کھا گئی
اس لیے ہے ملت کفار تم پر چھا گئی
تیرے دم سے گرچہ سب گلشن کا کاروبار ہے
گھر کا مالک تو ہے' لیکن پھر بھی قرضے دار ہے
سود کے پنجوں میں پھنسی آج تیری جان ہے
تیرا میرا رشتہ اب' تنظیم "الاخوان" ہے

علم و حکمت فلسفہ' شب و روز تیرے گرد تھے
تو معلم تھا جہاں کا سب تیرے شاگرد تھے

پھر تجھے جب اونگھ آئی، لے گئے کفار سب
چھیننے کے واسطے بیٹھے تھے وہ تیار سب
تیرا ورثہ لے کے، کل عالم پہ وہ چھانے لگے
اور غلامی کے تجھے اسباق پڑھانے لگے

اس لئے تو خوف میں ہے مبتلا، حیران ہے
تیرا میرا رشتہ اب، تنظیم "الاخوان" ہے

آؤ کہ اب اور اک منظر دکھاؤں میں تجھے
شرم سے آنکھیں جھکی ہیں، کیسے بتلاؤں تجھے
ہائے یہ مظلوم ہیں، مقروض ہیں، برباد ہیں
گھر لٹے عزت لٹی، بے داد ہیں، ناشاد ہیں
ہیں کروڑوں لوگ، یہ کچھ کم نہیں تعداد میں
پر نہیں کوئی اثر، اب آہ میں، فریاد میں

یوں نظر آتا ہے، اب یہ لاشہ بے جان ہے
تیرا میرا رشتہ اب، تنظیم "الاخوان" ہے

ہاں مگر اب بھی بڑی قیمت کا خاکستر ہے یہ
کاٹ کر ہیرا بنا لو، ایسا اک پتھر ہے یہ
خیر امت ہو، گواہی دو گے تم اللہ کی
تم سے امیدیں ہیں وابستہ رسول اللہ کی
فرقہ بندی کے بتوں کو توڑ کر آزاد ہو
پیروی سنت کی ہو، دل میں خدا کی یاد ہو

"انتم الاعلون" تیری آن، تیری شان ہے
تیرا میرا رشتہ اب، تنظیم "الاخوان" ہے

آج بھی میں دیکھتا ہوں دور اپنی دید سے
رحمت باری کا ہوں طالب' بڑی امید سے
ہیں فرشتے منتظر' پھر سے تیری امداد کو
لے کے جاتے ہیں وہ روزانہ' اسی فریاد کو
فرض کر اپنا ادا' باقی خدا کا کام ہے
چھانے والا ہر طرف' پھر بادل اسلام ہے

حبس جتنا بھی بڑھے' وہ باعث باران ہے
تیرا میرا رشتہ اب' تنظیم "الاخوان" ہے

اک مجاہد پھر سے تم کو دے رہا آواز ہے
پھر سے چھیڑا اس نے تیری زندگی کا ساز ہے
پھر مسلماں اٹھ کھڑا ہو' یہ ہی سودا سر میں ہے
ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں ہے
اٹھ کے لپکو' ہاتھ اس عزم جواں کا تھام لو
خوف چھوڑو' ہاتھ میں پھر پرچم اسلام لو
سینہ روشن کا مالک' ہاتھ میں قرآن ہے
رہبر و قائد "ملک اکرم" ہے جو اعوان ہے

سینے روشن کر رہا ہے' کیا عجب انسان ہے
تیرا میرا رشتہ اب' تنظیم "الاخوان" ہے

تحریکِ انقلاب

مولانا محمد اکرم اعوان

اللہ کریم کا احسان ہے کہ ذکر اذکار کے لیے اصلاح نفس کے لیے، تعلیم و تربیت کے لیے اکٹھے ہوتے اور اجتماعات کرتے ایک عمر بیت گئی ۔ اللہ کرے زندگی اسی راستے اسی روش میں کام آئے۔ آج کا ہمارا یہ اجتماع یا ملاقات اس سارے نظام میں ایک بہت بڑی تبدیلی یا ایک نئے موڑ پر ہوا۔ اور بظاہر یہ بات بڑی عجیب لگتی ہے کہ سلسلہ تصوف کا کوئی آدمی یا کوئی ایسا بندہ جو ذکر اذکار کی دعوت دینے والا ہو' نماز روزے کی بات کرنے والا ہو وہ ہمیں سیاسی پلیٹ فارم پر لے جائے یا ملکی سیاسیات میں الجھا دے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ سوال کسی ذہن میں پیدا نہ ہو تو مجھے حیرت ہو گی یعنی یہ اتنا اہم سوال ہے کہ اسے ہر ذہن میں آنا چاہیے کہ ہم تو جمع ہوئے تھے اللہ اللہ کرنے کے لیے' ہم جمع ہوئے تھے ذکر سیکھنے کے لیے ہمارا خیال تھا کہ اس طرح عاقبت سدھرے گی اور یہاں ہماری جو قیادت تھی یا ہمارے جو رہنما بنے ہوئے تھے وہ ہمیں لے کر میدان سیاست میں چل دیئے میری ایک بڑی عجیب عادت ہے الحمد اللہ کہ جو واردات جو کیفیات منجانب اللہ ہوتی ہیں وہ میرا اور میرے رب کا ذاتی معاملہ ہے میں اس پہ بات نہیں کیا کرتا اور یہی توقع میں ساتھیوں سے بھی رکھا کرتا ہوں کہ یہ مشاہدات و مکاشفات اور یہ واردات و کیفیات ذاتی شہرت کے لیے نہیں ہوتیں بلکہ بندے اور اس کے رب کے مابین ایک معاملہ ہوتا ہے اور یہ ہوتی ہیں' بندے کی رہنمائی و ہدایت کے لیے استقامت کے لیے قائم رکھنے کا سبب بنتی ہیں تو ان کا جو اصل مقصد ہے وہ حاصل کیا جانا چاہیے نہ یہ کہ اپنے مشاہدات بیان کر کے آدمی شہرت حاصل کرے۔ تو میں یہ ان کے ضیاع کا سبب اور ناقدری سمجھتا ہوں۔

لیکن یہ واقعہ جو میں آپ سے عرض کرنے چلا ہوں شائد میں ساتھیوں سے پہلی بار کہہ رہا ہوں اور میرا خیال ہے میں نے وقت نکالنے کی کوشش کی کہ چند سطور لکھ سکوں لیکن لکھنے کا وقت نہ بچا تو میں یہ سہارا لیتا ہوں کہ شائد یہ کیسٹ نقل ہو کر المرشد تک پہنچ جائے اور اللہ کرے یہ بات احباب تک پہنچ جائے۔ اس لیے کہ اس سوال کا جواب اسی بات میں ہے۔

اللہ کریم کا احسان ہے کہ ہر سال حرم پاک میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی ہے اور اس میں برسوں بیت گئے ۔ ایک دعا جو ہر سال ہر موقع پر ہر عمرے پر طواف اور ہر سعی کے اختتام پر میں ضرور کیا کرتا تھا اور کیا کرتا ہوں وہ یہ کہ اللہ کریم اس ملک کو نہ صرف قائم رکھے بلکہ اس پر دین کی حکومت قائم فرمائے اس دفعہ عمرے کے دوران جب ہم سعی کر رہے تھے سعی میں ایک چکر میں دو دعائیں آ جاتی ہیں آپ صفا پر واپس آتے ہیں تو دعا کرتے ہیں یعنی ایک چکر میں یا ایک طرف کی تکمیل میں دو دعائیں آ جاتی ہیں چھٹے چکر پر کوہ صفا پر میں کھڑا تھا اور دعا کر رہا تھا احباب بھی ہمراہ تھے تو دعا کرنے کے لیے مسنون طریقہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو دیکھ کر دعا کیا کرتے تھے میری یہ کوشش ہوتی ہے کہ جہاں ان ڈاٹوں اور دروازوں سے بیت اللہ کی عمارت کا کوئی حصہ نظر آ جائے عموماً" دروازہ نظر آ جاتا ہے تو اسے سامنے رکھ کر دعا کی جاتی ہے۔ جب ہم دعا کر رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ بیت اللہ شریف سے نور کا ایک شعلہ ایک فوارہ اٹھا اور وہ پھیلتا ہوا بنیاد سے وسیع ہوتا ہوا باب فتح تک چلا گیا وہاں سے دائیں ہاتھ حرمین شریف کا وہ دروازہ آتا ہے جس سے فتح مکہ کے وقت آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تھے اسے باب فتح کہا جاتا ہے اور وہ صفا پر کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف اگر منہ کریں تو تھوڑا سا دائیں ہاتھ سامنے آ جاتا ہے۔ بظاہر تو وہ ساری جگہ جہاں ہم

کھڑے تھے وہ بھی دو چھتوں کے نیچے تھی اور بے شمار دروازے ڈاٹیں دیواریں سامنے تھے لیکن مشاہدات قلبی کے لیے جب اللہ کریم چیزیں کھولتا ہے تو اس پر مادی حجابات نہیں رہتے وہی روشنی کا ہالہ جب باب فتح پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہاں ایک دائرے کی صورت پھیل رہا ہے اور اس پر گلوب ظاہر ہوا جس پر پوری دنیا کا نقشہ تھا یہی گلوب جو روئے زمین کا رب العالمین نے بنایا ہے اس روشنی میں یہی گلوب نمودار ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرم کی طرف سے ظاہر ہوئے آپ کے ہاتھ میں سبز جھنڈا تھا جو حضورؐ نے اس گلوب کے اوپر لگا دیا غالباً کرنل مطلوب صاحب کے پاس وقت اور تاریخ بھی لکھی ہو گی کیوں کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے کرنل صاحب کو بتایا تھا کہ یہ نوٹ کر لیجئے یہ عام مشاہدات یا روز مرہ کے مشاہدات کی بات نہیں ہے۔ یہ کوئی عجیب چیز ہے۔

آپ نے دیکھا الاخوان کا سبز جھنڈا ۔ اس کے اوپر پورا گلوب اور اس گلوب کے اوپر مہر نبوت کا نشان یہ ہمارے ذہن کی اختراع نہیں ہے یہ ایجاد بندہ نہیں ہے بلکہ یہ اس مشاہدے کی پوری تکمیل ہے جو عین حرم کعبہ میں اللہ جل شانہ کی طرف سے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کے ساتھ میرا یہ یقین وابستہ ہے انشاء اللہ العزیز کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بنیاد یہ ملک بھی ہے اور یہ تحریک بھی۔ اب اس کی تائید اللہ کی طرف سے کیسے ہوتی ہے اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ جہاں بھی اور جس سے بھی یہ بات کی جاتی ہے وہ کوئی طنز یا انکار یا بھاگنے کی راہ اختیار کرنے کی بجائے اس پر جان نثار کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ میں نے زندگی بھر کے تجربے میں بہت بڑے جلسوں کو خطاب کیا ہے مساجد میں بھی میدانوں میں بھی' سیاسی جلسوں کو بھی زندگی بھر ہم خطاب کرتے رہے مختلف مواقع پر کرتے رہے ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف جب تحریک چلی تھی تو سیاسی جلسوں میں بڑے ہنگامے ہوتے تھے بڑے شور شرابے ہوتے تھے۔ مقابلے میں لوگ سپیکر لگا لیتے تھے اور ہاتھا پائی تک بات جاتی تھی تو ان حالات میں جلسے بھی ہوتے رہے جلسوں سے باتیں بھی ہوتی رہیں لیکن مساجد میں بھی جلسے جو ہوئے ان میں بھی وہ سکون Pin drop silence ہر بندے کا اس طرح سے متوجہ ہونا اور پوری بات سننا الاخوان کے جو جلسے برسر میدان ہوتے ہیں جو سکون جو توجہ ان کو نصیب ہے وہ میری زندگی میں میں نے نہیں دیکھا کہ کسی مسجد کے تبلیغی جلسے کو بھی نصیب ہوئی ہو۔

کیا یہ حیرت کی بات نہیں ہے کہ شہر کے لوگ ہوں صلاح عام ہو سیاسیات پر بات ہو رہی ہو اور میدان بھرا ہوا ہو اور کوئی شخص کسی دوسرے سے بات نہ کرے کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھے کوئی ہلے نہیں کوئی شور نہ ہو کوئی نعرہ نہ لگے کیا یہ عجیب بات نہیں اس میں تقریر کا کمال نہیں ہے تقریریں تو ہم پہلے بھی اس سے زیادہ لچھے دار کرتے تھے۔ طنزیہ تقریریں ہوتی تھیں' تنقیدی تقریریں ہوتی تھیں' مقابلے کی تقریریں ہوتی تھیں ان میں زیادہ جوش زیادہ ولولہ زیادہ گرما گرمی زیادہ نعرے بازی سب کچھ ہوتا تھا لیکن یہ سکون یہ طمانیت یہ توجہ اور ہر بندے کا یہ خلوص نہیں ہوتا تھا۔ لوگوں کو ہانک کر کسی پٹڑی پر چلانے کی کوشش کی جاتی تھی اور لوگوں کو کسی ٹریک پر لانے کے لیے ان کے جذبات گرمائے جاتے تھے شور شرابا ہوتا تھا۔ تمام جلسوں کا حال تو یہی تھا۔ لیکن یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس میں لوگ بجائے جوش کے ہوش سے سنتے ہیں شور کرنے کی بجائے ایک لفظ کو Digest (ہضم) کرتے ہیں۔ انشاء اللہ العزیز یہ تحریک بھی اللہ کی تائید حاصل ہے اور اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ جس بندے کو اللہ کریم اس کام کے کرنے کی توفیق دے دے اس نے زندگی بھر کے مراقبات کا زندگی بھر کے اذکار کا اور زندگی بھر کے مجاہدات کا حاصل پا لیا۔

ساری زندگی کے ذکر اذکار کا حاصل سارے مجاہدوں کا حاصل سارے مکاشفات کا حاصل رضائے الٰہی ہے۔ اور قرب الٰہی

ہے اور اللہ کی خوشنودی کو حاصل کرنا ہے اس کے علاوہ نہیں ہے۔ یہی وہ عظیم مقصد ہے جس کے لیے آدمی زندگی بھر مجاہدہ کرتا ہے عبادات کرتا ہے حج و زکوۃ ادا کرتا ہے روزے رکھتا ہے اس کا حاصل قرب الٰہی رضائے الٰہی کو پانا ہے اور یہ وہ کام ہے جو رضائے الٰہی کی سند ہے کرے گا ہی وہ جس پر اللہ راضی ہو گا سو ہر کام کا الگ الگ حصہ ہوتا ہے اور ہر بندے کے لیے الگ کام ہوتا ہے۔ اگر اللہ نے مجھے یہ سعادت بخشی ہے کہ میں لوگوں کو جمع کر دوں ان تک بات پہنچاؤں تو آپ احباب کے ذمہ یہ ہے کہ آپ Door To Door جائیے' دروازے دروازے پر دستک دیجئے ایک ایک بندے کو ذاتی طور پر جا کر ملئے اور اسے الاخوان کا پس منظر سمجھائیے اسے الاخوان کا مقصد سمجھائیے۔ الاخوان سے ہمارا مقصد اقتدار میں آنا نہیں ہے یہ عجیب قسم کی تحریک ہے۔ سیاسیات کا مقصد حصول اقتدار ہوتا ہے یہ الگ بات ہے بحث یہ کی جاتی ہے کہ کونسی پارٹی کونسی جماعت جائز طریقے سے وہاں تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہے اور کونسے لوگ ہیں جو ناجائز ذرائع سے وہاں تک جانا چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ کون ایسے لوگ ہیں جو وہاں پہنچ کر اچھا کام کریں گے اور کون ایسے ہیں جن سے یہ امید نہیں کی جاتی۔

یہ پہلی تحریک ہے اور سیاسیات کی تاریخ میں پہلی تنظیم ہے جو حصول اقتدار کے لیے نہیں محض احیاء دین کے لئے میدان میں اتری ہے آج برسر اقتدار بیٹھا ہوا بندہ اگر اس تحریک کا ممبر بن جاتا ہے اور وہ دین کا کام شروع کر لیتا ہے تو اس تحریک کا مقصد پورا ہو گیا۔ اس تحریک کا مقصد مجھے آپ میں سے کسی کو وزیر بنانا نہیں ہے کسی کو وزیر اعظم یا صدر بنانا نہیں ہے ہم میں سے کسی کو اقتدار دینا نہیں ہے بلکہ اس تحریک کا مقصد اللہ کے دین کی سربلندی ہے جو ہے اور جہاں ہے آخر وہ مسلمان ہے وہ خود خلوص سے توبہ کر لے اور اپنی کرسی پر بیٹھا ہوا اللہ کے دین کے مطابق کام شروع کر دے ہمارا مقصد حاصل ہو گیا۔

جتنی بھی سیاسی تحریکات ہیں ان سب کا حاصل یہ ہے کہ اقتدار ہمیں دیا جائے۔ ہمارے پاس جو پروگرام ہے ہم جو کرنا چاہتے ہیں وہ ہم وہاں بیٹھ کر کریں گے۔ یہ وہ تحریک ہے جو کہتی ہے کہ ہم آپ کی خدمت ہی کریں گے آپ اللہ کے دین کے نفاذ کا کام کیجئے۔

تو یہ موقع ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیے۔ یہ موقع ہے کہ ہم ہجرت کا ثواب حاصل کریں یہ موقع ہے کہ ہم جان نثاری کا ثواب حاصل کریں یہ موقع ہے کہ ہم دین کو پہچاننے کا ثواب حاصل کریں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد کہ "میرا ایک جملہ بھی اگر تمہارے پاس ہے تو وہ امانت ہے میری انسانیت کے لیے تمہارے پاس جہاں تک تمہاری آواز پہنچ سکے وہاں تک وہ میرا جملہ ضرور پہنچا دو" تو اب ذمہ داری آپ احباب کی ہے ایک جلسہ عام میں لوگوں نے بات سنی' سمجھی لیکن ہر بندہ اتنا خوش نصیب نہیں ہوتا کہ وہ اپنے ساری زندگی کے بوجھ کو چھوڑ کر اس آرام دہ راستے کی طرف چل پڑے اسے پھر تھوڑی سی مدد کی ضرورت پڑتی ہے اس لیے کہ دین سے روکنے والی طاقتیں بہت زیادہ ہیں اور میں نے رات بھی عرض کیا تھا کہ یہ آسان کام نہیں ہے بے شک اسلام پر بہت مشکل وقت بھی آیا اور اللہ کریم نے ہر دور میں ایسے بندے پیدا کئے جنہوں نے ان مشکلات کا مقابلہ کیا اور اسلام غالب رہا آج کا یہ دور ہے اور آج کی جو مشکلات ہیں وہ اپنی طرز کی بالکل نئی ہیں۔ آج وہ دور ہے کہ زمین سمٹ کر بالکل گھر بن گئی ہے آج گولی بوسنیا میں بوسنین پر چلتی ہے فیصلہ وائٹ ہاؤس میں ہوتا ہے اور اس پر تنقید برٹش پارلیمنٹ میں ہوتی ہے اور عمل درآمد کے لیے جاپان کو کہا جاتا ہے۔

آج پوری دنیائے کفر ایک لمحہ میں ایک مقام پر جمع ہو جاتی ہے صلاح الدین ایوبیؒ نے بڑا کام کیا لیکن یورپی عیسائی جمع ہو سکے جاپان' روس' امریکہ وہاں نہیں پہنچ سکے۔ آج جہاں بھی آپ اللہ کا نام لیتے ہیں وہاں وہ طاقتیں پوری قوت کے ساتھ موجود

ہوتی ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ اقوام متحدہ میں بین الاقوامی اجتماع ہو رہا تھا بات اسرائیل اور فلسطینیوں کی ہونی تھی یاسر عرفات نے پورا زور لگایا پوری کوششیں کیں گئیں۔ عرب حکمرانوں نے اپنے سفارتی تعلقات پر زور لگایا لیکن امریکہ نے یاسر عرفات کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی۔ حالانکہ یو۔ این۔ او ایک بین الاقوامی ادارہ ہے اقوام متحدہ کا دفتر پوری دنیا کا مشترکہ دفتر ہے تو اگر امریکہ سے امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دینا چاہتا تو اسے یہ اجازت ضرور دینا چاہیے تھی کہ وہ ہوائی اڈے سے U.N.O کے دفتر اور واپس ہوائی اڈے چلا جائے یو این او کا دفتر خواہ دنیا کے کسی ملک میں بھی ہو اس پر ہر ملک کے لوگوں کا حق ہونا چاہیے اور اس کو جس کے متعلق بات ہو رہی ہے اسے کیوں جانے کا حق نہیں دیا جا رہا آج وہی یاسر عرفات امریکہ کی آنکھ کا تارا ہے اور امریکہ کا نائب صدر پرسوں واشنگٹن ڈی سی میں ایک اجتماع سے خطاب کر رہا تھا کہ اسی کروڑ کی امداد فلسطین کی تعمیر کے لیے امریکہ دے رہا ہے اور بین الاقوامی برادری سے ہماری درخواست یہ ہے کہ آپ بھی اس میں حصہ ڈالیں دو ارب ڈالر ہمیں پورے کرنے ہیں جس میں سے اسی کروڑ ڈالر اکیلا امریکہ دے گا اور ایک سو بیس کروڑ ڈالر کی امید امریکن حکومت بین الاقوامی برادری سے رکھتی ہے کہ یہ جمع کئے جائیں اور یاسر عرفات کو دیئے جائیں فلسطین کی تعمیر کے لیے اتنا عزیز ہو گیا اس لیے کہ آج کفر کی طاغوتی طاقتوں نے اسے فتح کر لیا اب وہ گھر بسائے، حکومت بنائے، اب جو جی چاہے کرے اس کا جو ultimate result (آخری نتیجہ) ہے اس پر جو پھل پکے گا وہ کفر کا ہو گا۔ اس کا نام اسلامی ریاست ہو گا پر وہ کام کافر کا کرے گی اس لیے ان کو منظور ہے۔

یہ جو کافر کی مادی دولت ہے یہی ہمارے ملک کی مصیبت ہے حکومت کوئی بنتی ہے تو اس کی کامیابی یہ کہ وہ ان سے کتنے پیسے لینے میں کامیاب ہوئی اور کتنا وہ ادھار لے سکی اور کتنی مقروض ہوئی۔ عجیب بات ہے یہ عجیب قوم ہے۔ انہیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ امریکی ڈالر دن بدن اوپر جا رہا ہے اور ہمارا روپیہ بیٹھے بٹھائے نیچے جا رہا ہے اور وہ قرض جو ہمارے پاس امریکہ کا اس Care Taker (نگران) حکومت کے آنے سے پہلے تھا وہ بغیر مزید پیسہ لئے ڈیڑھ گنا ہو گیا ہے صرف اپنے روپے کی قیمت گھٹا کر وہ ڈالر جو ۲۴، ۲۳ روپے کا تھا آج ۳۶، ۳۵ روپے کا ہو گیا اور روپے کی قوت خرید کو دیکھئے آج آپ کے پاس اس کی آٹھ فیصد قوت خرید نہیں ہے جب آپ نے روپے کے سو پیسے بنائے تھے ان میں سے اس وقت کے نرخ کو لیجئے تو جو آٹھ پیسے تھے ان سے چیز زیادہ آتی تھی آج روپے سے چیز کم آتی ہے۔ میرے ایک دوست تجزیہ کر رہے تھے کہ جب میں آرمی میں بھرتی ہوا سیکنڈ لیفٹیننٹ تھا تو مجھے تنخواہ ملتی تھی ڈھائی سو روپیہ اور سونا تھا ساٹھ روپیہ تولہ اس کا مطلب ہے کہ مجھے ۴ر۵ تولے سونا تنخواہ ملتی تھی۔ اب میں کرنل ریٹائر ہو رہا ہوں اور میری دو مہینے کی تنخواہ سے اتنا سونا نہیں آتا تو بات کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی آپ اندازہ کیجئے اکیس ارب سالانہ بجٹ ہے اور بیاسی ارب کے نادہندگان ہیں اس ملک میں جو قرض لے کر واپس نہیں کرتے اکیس ارب بارہ کروڑ انسانوں کے لیے ہیں سال بھر کے اخراجات اس میں فوج بھی ہے اس میں سارے سول کے محکمے بھی ہیں اس میں آپ کے گورنر ہیں، اسمبلیاں بھی ہیں اس میں آپ کا وزیراعظم اور اس کا اسلام آباد میں بیاسی کروڑ کا گھر بھی ہے جس میں مرسڈیز گاڑیوں کا فلیٹ بھی ہے جن کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور پھر کہتے ہیں غریب ہے ملک اور ادھار لے آتے ہیں اور اس پر سود دینا شروع کر دیتے ہیں۔

ایوب خان کے زمانے میں ہر آدمی ہر پیدا ہونے والا بچہ اٹھارہ سو روپے کا مقروض تھا آج کے قرضوں کے اعتبار سے نگراں حکومت سے پہلے ہر بچہ پینتالیس سو کا مقروض تھا روپے کی قیمت میں کمی کے بعد یہ چھ ہزار پر چلا گیا۔ اس سارے تماشے کو

روکنے کا صرف ایک راستہ ہے اللہ کا دین اگر اس طرف ہم نہیں آئیں گے تو ہر شخص کی ذاتی اغراض مزید بوجھ بنتی چلی جائیں گی قوم پر بھی اور اس ملک پر بھی اور یہ میں آپ کو بتا دوں کہ اللہ کو احیاء دین کے لیے اس خطے کو سرفراز کرنا نہ ہوتا تو یہ بنیاد نہ ہمیں وہ دیکھاتا نہ بتاتا نہ اس کام پر ہمیں لگاتا۔

یہ تحریک انشاء اللہ کامیاب ہو گی یہ ملک اللہ کے دین کے احیاء کی بنیاد بنے گا اور ہے آپ میرے مشاہدے کو چھوڑ دیجئے آپ بین الاقوامی حالات اور ان کا تجزیہ کیجئے تو آپ کو نظر آ جائے گا کہ آج بھی روئے زمین پر اگر کوئی اسلامی تحریک چل رہی ہے تو کسی نہ کسی حوالے سے اس کی جڑ اس ملک میں ہے۔ وہ کابل کا جہاد ہو وہ بوسنیا کا جہاد ہو وہ اریٹیریا کا جہاد ہو وہ فلسطین کی تحریک ہو' وہ کوئی تبلیغی مشن ہو' وہ کوئی تعلیمی بات ہو' وہ کہیں بھی دین کے احیاء کا کوئی کام ہو افریقہ میں ہو رہا ہے یا چین میں' وہ روس میں ہو رہا ہے یا وسط ایشیا میں' وہ امریکہ میں ہو رہا ہے یا جاپان میں جہاں بھی ہو رہا ہے کسی نہ کسی حوالے سے اس کی جڑ اور بنیاد اس ملک میں موجود ہے اور یہی وجہ ہے کہ پوری دنیائے کفر کا سارا کفر اس بات پر متحد ہے کہ اس ملک کا تیاپانچہ لیا جائے۔

بوسنیا میں بین الاقوامی برادری نے یا مشرقی یورپی برادری نے جس بندے کو ثالث مقرر کیا ہے لارڈ سٹون کرشر قسم کا نام ہے تو اس نے جو بوسنیا کا حل دیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے اس خطے یا اس سٹیٹ کو دس حکومتوں' دس ریاستوں میں بانٹ دیا جائے۔ آپ نے ٹیلی ویژن پر یا اخبار میں یا تبصروں میں اس کا حل سنا ہو گا۔ سرب جو جارح ہیں جو ظالم ہیں جو قتل کر رہے ہیں جو لوٹ رہے ہیں اور قتل کا معیار جو ہے اگر چنگیز خان کو کھڑا کر دیا جائے تو وہ بھی لرز اٹھے گا کہ یہ ظلم تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا جو یہ کر رہے ہیں مسلمان عورتوں کی اجتماعی آبروریزی کی جاتی ہے اور جب وہ حاملہ ہو جاتی ہیں تو انہیں پابند رکھا جاتا ہے کہ یہ بچے جنیں اور ان بچوں کو مسلمان نسل میں شامل کیا جائے اس طرح کا ظلم پوری انسانی تاریخ میں کہیں نہیں ملتا اور وہاں انصاف یہ ہو رہا ہے کہ جو قوم یہ کر رہی ہے اس کی طاقت بحال رہے انہیں مزید قوت دی جائے مزید اسلحہ دیا جائے مزید پیسے دیئے جائیں اور جن کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے ان کا جرم یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں تو اسے دس حصوں میں بانٹ کر دس ریاستیں بنا دی جائیں۔

ایک دن سوال یہ ہوا کہ یہ بوسنیا والے جو مر رہے ہیں تو ان کی لاشیں دیکھ کر عیسائی اور مسلمان میں تو کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ وہی ان کی پتلون کوٹ ہے وہی کلین شیو چہرے ہیں اور یہ سارے شراب بھی پیتے ہیں اور سیکس فری سوسائٹی ہے۔ ان میں اسلام کہاں سے آ گیا تو میں نے عرض کیا بات چھوٹی سی ہے کہ ان کے کردار سے تو بحث شائد میں نہ کر سکوں ہم بھی فرشتے نہیں ہیں انسان ہیں ہم سے بھی خطائیں ہوتی ہیں ان سے بھی ہوتی ہیں لیکن اگر آج وہ یہ اعلان کر دیں کہ انہوں نے اسلام چھوڑ دیا ہے تو کیا انہیں قتل کیا جائے گا؟ اگر آپ کا جواب نہیں میں ہے تو پھر یہ جیسے بھی ہیں اسلام کے لیے قتل ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ نیک نہ ہوں ہو سکتا ہے وہ بدکار ہوں وہ اچھے نہ سہی انہیں نماز نہیں آتی یا وہ شراب پیتے ہیں لیکن جانیں جو دے رہے ہیں یا ان پر ظلم جو ہو رہا ہے وہ صرف اس لیے ہو رہا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ اگر اس بات پر وہ جان دے رہے ہیں تو پھر سارے عالم اسلام پر ان کی مدد فرض ہو جائے گی۔

ہر مسلمان پر یہ فریضہ عائد ہو گا کہ وہ اس ظلم کے خلاف سربکف ہو جائے۔ اپنے ملک کے حالات پر نگاہ ڈالیں۔ اے نگران حکومت کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ ساری گاڑیاں حکومت نے پکڑ لی ہیں تاکہ کسی پارٹی کے ووٹر ڈھو کر لائیں اور ووٹ بھگتائے جائیں۔ اس لیے کہ پوری امریکن اور مغربی لابی کی یہ کوشش ہے کہ یہاں یہ ترنگا جھنڈا جو ہے اسے اقتدار دیا جائے

اور اس ملک کو جو ساری دنیا میں اسلام کی بات کرتا ہے اسے اسی ملکوں میں بانٹ دیا جائے۔ اس کے اسی ضلعوں کے اسی گورنر اسی کابینائیں بنائی جائیں اور ایک ملک کے اسی ملک بن جائیں ون یونٹ توڑ کر یحییٰ خان نے چار صوبے بنائے تھے بڑی محنت سے ایوب خان نے ون یونٹ بنایا تھا ایک گورنر لاہور بیٹھتا تھا جو کراچی سے گلگت اور خنجراب تک کنٹرول کرتا تھا یہ ٹوٹ کر جب چار صوبے بنے تو چار ہی لڑتے رہتے ہیں کوئی کہتا ہے ہم کالا باغ نہیں بنانے دیں گے سندھ والے کہتے ہیں پانی تم پی گئے دریا ہمارا ہے کوئی بجلی کی رائلٹی پر شور کرتا ہے بلوچستان والا کہتا ہے مجھے گیس کا پیسہ نہیں ملا کوئی کہتا ہے میرا فلاں حق مارا گیا فلاں مارا گیا چار کی لڑائی میں ہم پورے نہیں ہوتے جب یہ اسی ہو جائیں گے اور اسی گورنروں پر ایک حکم دے دیا گیا کہ اپنا علاقہ چھوڑنے کے لئے گورنر کا پرمٹ چاہیے کہ آپ دوسرے گورنر کے علاقے میں جائیں۔

یہی وہ کام تھا جو سٹلسن نے روس میں کیا روس میں جب جبراً انسانوں کو غلام بنایا گیا تو ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کے لیے ویزا لینا پڑتا تھا۔ اسے پرمٹ کہتے تھے، میں اسے ویزا کہتا ہوں کہ آپ اپنے گورنر سے اجازت لیں اور پھر وہ کاغذات اگلے کو بھیجے اور پھر وہ اجازت دے کہ آ سکتے ہو بتاؤ کس سے ملنا ہے کتنی دیر ملنا ہے کب واپس جاؤ گے پیدل آؤ گے بس پر آؤ گے گھوڑے پر آؤ گے یا تمہارے پاس کار ہے کار چلانے کے Sources کہاں سے لئے پٹرول کہاں سے لو گے کھاؤ گے کیا سو گے کہاں واپسی کو کتنا وقت لگے گا یہ سارا طے ہونے تک بندہ ہار جائے کہ جی میں کہیں نہیں جاتا مجھے آپ رہنے دیں یہی حال تھا روس کا یہی منصوبہ بندی اب یہاں ہے میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ سارا کچھ ٹیلی ویژن پر اخبار میں ہر جگہ کہا جاتا ہے اور لوگ مزے سے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں سب ٹھیک ہے۔

ان سارے پھندوں کو لانے کا صرف ایک مقصد ہے کہ کفر کو بھی یقین ہے کہ یہاں سے احیاء دین ہو رہا ہے مومن کو شبہ ہو تو ہو کفر کو یقین ہے اور کافر کا یہ تجزیہ ہے بین الاقوامی کافروں کا یہ تجزیہ ہے کہ احیاء اسلام پھر ہو رہا ہے اور یہیں سے ہو رہا ہے۔

یہ موقع ہے اس سے فائدہ اٹھایئے۔ اللہ کے دین کا کام کیجئے اسے اپنی منزل اور زندگی کا حاصل سمجھ کر ایک ایک دروازے پر جایئے ہمیں کسی کو اپنا غلام نہیں بنانا۔ اسے اس کا وہ عہد یاد دلانا ہے جو اس نے اللہ اور اللہ کے رسول سے کیا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسے اس کے اپنے وعدے کی طرف واپس بلانا ہے۔ میرے خیال میں میدان حشر میں بہت ساری نمازوں بہت سارے روزوں، بہت ساری تقریروں پر وہ ایک دو چار بندے بھاری ہو جائیں گے جو زندہ سلامت ہم پیش کر سکے کہ اے اللہ اسے ہم نے تیرا پیغام پہنچا کر تیری راہ پر لگا دیا۔ اللہ کریم آپ کو اس کی توفیق دے۔ ہمت کیجئے۔ وقت کا انتظار نہ کیجئے کیونکہ کفر انتظار نہیں کر رہا ہے محنت کر رہا ہے۔ کفر کے پاس وسائل ہیں افرادی قوت ہے پروپیگنڈا مشینری ہے اور دولت ہے لیکن آپ کے پاس اللہ کی حمایت ہے جس کے مقابلے میں کوئی مادی وسیلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ کے پاس اللہ کی تائید ہے آپ کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ہیں آپ کے پاس اللہ کی کتاب ہے آپ کے پاس اللہ کا دین ہے اور آپ کے ساتھ اللہ کی ذات ہے اس لیے کسی ڈرنے کسی گھبراہٹ کسی پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ ڈٹ کر کام کیجئے ہمارے ذمے کام کرنا ہے۔ نتیجہ اس کے اپنے دست قدرت میں ہے۔ فتح یا شہادت دو میں سے ایک ہمارا مقدر ہے دونوں نعمتوں میں سے ایک سے کوئی ہمیں محروم کر نہیں سکتا ہماری دونوں طرف کامیابی ہے شہادت بھی کامیابی ہے فتح بھی کامیابی ہے۔

اقتدار ہماری منزل نہیں

حضرت مولانا محمد اکرم اعوان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ۔

اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس نے سلسلہ عالیہ کو بہت وسعت دی۔ بے شمار لوگوں کو اپنی یاد کی توفیق بخشی اور یہ عجیب بات ہے اور جاننے والوں کے لئے حیرت کی بات ہے کہ اس ویرانے سے اٹھ کر یہ آواز روئے زمین پر پھیل گئی اور دنیا کے ہر گوشے' ہر شہر' ہر ملک میں کم سہی تھوڑے سہی لیکن اللہ کو یاد کرنے والے لوگ پیدا ہو گئے۔ جو اس ویرانے سے سیراب ہوتے ہیں۔ اور جن کے قلوب یہاں سے برکات پاتے ہیں۔ فیض حاصل کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ کامل دین ہے۔ اتنا کامل اتنا مکمل کہ اس کے بعد کوئی نیا دین نہیں آئے گا نہ اس میں کمی ہو گی نہ بیشی ہو گی کوئی نیا نبی نیا رسول مبعوث نہیں ہو گا۔ کوئی نئی کتاب نازل نہیں ہو گی اس میں کوئی ترمیم نہ ہو گی کوئی اس میں کمی بیشی نہ ہو گی۔

بلکہ جب کفار نے اور مشرکین نے کچھ ترمیمیں پیش کی تھیں کچھ باتیں بطور مطالبات پیش کی تھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کہ اگر اس طرح سے تھوڑی بہت تبدیلی کر لی جائے کچھ گنجائش ہماری باتوں کی بھی نکل آئے یا ہمارے لئے بھی کچھ تھوڑی سی نرمی ہو جائے یا کم از کم آپ اتنا کیجئے کہ آپ اپنے اللہ کی تعریف ضرور کیجئے لیکن ہمارے خداؤں کو باطل نہ کہئے۔ آپؐ اپنا کام کیجئے ہم اپنا کرتے رہیں گے۔ ایک جگہ گزارا ہو سکتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات مانے گا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلے گا جو ہماری مانے گا وہ ہمارے ساتھ چلے گا۔ اس کا جواب رب جلیل نے دیا تھا۔ فرمایا۔

فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ فَقَدِ اہۡتَدَوۡا۔

اسلام جیسا تم لوگوں نے صحابہ کرام نے خدام رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح تسلیم کیا ہے اگر اسی طرح یہ بھی تسلیم کرتے ہیں تو یہ بھی ہدایت پا گئے۔ وَ اِنۡ تَوَلَّوۡا اور اگر اس بات پہ یہ متفق نہیں ہوتے اور اس سے ہٹتے ہیں' پھرتے ہیں فَاِنَّمَا ہُمۡ فِیۡ شِقَاقٍ تو پھر یہ اپنی تباہی کے خود ذمہ دار ہیں اور تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ سمجھوتے کی گنجائش نہیں کسی کی تجویزوں کی یا کسی کی امینڈمنٹ کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک دفعہ کنارے سمندر کی بستی کا ذکر آیا جہاں خضر علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے اور بستی والوں نے کھانا دینے سے انکار کر دیا مگر

دیوار حضرت خضر علیہ السلام نے سیدھی کر دی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ دیتے ہی کچھ نہیں۔ کھانا بھی نہیں دیتے آپ ان کی دیواریں بنا رہے ہیں۔ قرآن حکیم میں جس کا تذکرہ آتا ہے تو وہاں قرآن میں الفاظ ہیں۔

فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ دو آدمیوں کو کھانا دینے سے تو وہ بستی والے بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے کیونکہ بستی تو ابھی تک تھی کنار سمندر تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ایک نقطہ اس میں بڑھا دیا جائے ب کی جگہ ت کر دی جائے تو ہمارے آباؤاجداو کے ذمے اور ہمارے خاندان اور ہماری نسل کے ذمے جو ہے یہ بات کہ انہوں نے دو آدمیوں کو کھانا دینے سے انکار کر دیا تھا وہ بدل جاتی ہے۔ اور **فَاَتَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا۔** وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ انہیں کھانا دیں۔ بات صرف ایک نقطے کی ہے۔ صاف ہو جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نہیں لکھتا یہ میں نہیں بناتا میں اس کا مجاز نہیں ہوں کہ اس کا ایک نقطہ بڑھا دوں یا گھٹا دوں۔ جو اللہ کریم کی طرف سے نازل ہوتا ہے وہ پہنچانا میری ذمہ داری ہے۔ تم ناراض رہو یا راضی رہو۔ صلح کرو یا جنگ تمہیں بات پسند آئے یا نہ پسند آئے۔ اس میں کسی نقطے کی کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ ذکر الٰہی سے قلوب کو' سینوں کو اور وجود کو روشن کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ پتھروں کو' درختوں کو' زمین کو' جانوروں تک کو' انوارات الٰہی سے روشن کر دیا۔ اور سیرت میں ان پتھروں کا ان درختوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ جہاں کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر ہوتا ہے۔ درود پڑھتے تھے صلوۃ والسلام بھیجتے تھے ان کنکروں کا ذکر بھی ہوتا ہے جنہوں نے شہادت دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کی کلمہ پڑھا تھا تو اگر کنکر پتھر زمین پر ریگزار کے ذرے منور ہو گئے تو انسان جن کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ان میں سے جس جس نے قبول کیا اسے کتنی نورانیت یا کتنا فیض رسالت پہنچا ہو گا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو حقیقی معنوں میں عاشق تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی معنوں میں بلکہ وہ زبان تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارا دین صرف صحابہ کو دیا کوئی غیر صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دین حاصل نہیں کر سکا۔ یعنی جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف باریابی نصیب ہوا وہ صحابی ہو گیا اور جو صحابی نہیں بن سکا وہ براہ راست مستفید نہیں ہو سکا گویا جو پیغام اللہ کا پوری انسانیت کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا اس کے امین تھے صحابہ۔ ترجمان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ زبان رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اور جتنا عشق صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے تھا۔ عبدالرحمٰن بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ معرکہ بدر تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق حضور صلی اللہ کی طرف سے لڑ رہے تھے اور وہ اہل مکہ کی طرف سے۔ مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے کہنے لگے کہ ابا جان آپ کو یاد ہے یوم بدر۔ میں اہل مکہ کی طرف تھا اور آپ میری تلوار کی زد پر کئی بار آئے لیکن مجھے احترام پدری مانع رہا۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر تو میری تلوار کی زد پر آتا تو میں تیرے پرخچے اڑا دیتا۔ انہوں نے عرض کی ابا جان آپ کو شفقت پدری مجبور نہ کرتی؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ کے مقابلے میں شفقت پدری کی کیا حیثیت ہے۔ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے لڑ رہا تھا اور تو مشرکوں کی حمایت پر تھا۔ اس میں شفقت پدری کا کیا کام۔ اور واقعی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سگا ماموں ان کے ہاتھوں خاک و خون میں لوٹا بدر میں۔ کئی رشتہ دار سب کے اس طرح انہی برادری کے انہی رشتوں کے لوگ

تھے بدر میں احد میں خندق میں۔

لیکن ان عشاق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم دیکھتے ہیں تو ان کی قبریں سری لنکا میں ہیں۔ اس سرزمین میں ہیں۔ کابل میں افغانستان میں ہیں۔ چین میں ہیں۔ چند سال پہلے چین کے جو صحرائے گوبی مجھے اس کا نام یاد نہیں آ رہا۔ صحرائی علاقہ جو ہے یہ ہمارے ساتھ پہاڑی علاقہ ہے بلند ہے اس سے ذرا پرے جائیں تو ایک صحرا آتا ہے ان صحراؤں میں کھدائی کے درمیان قبریں نکلی تھیں جن کے میت میلے نہیں ہوئے تھے اور سائنس دان مختلف توجیہات کرتے تھے اور یہ بڑے بدمعاش ہیں یہ کہتے تھے کہ فلانے بادشاہ کے لوگ ہیں۔ فلانے زمانے کے لوگ ہیں اور یہ زمین ایسی ہے کہ یہ نمی سک کر لیتی ہے وجود کی اور وجود خشک ہو جاتا ہے اور خراب نہیں ہوتا لیکن یہ میڈیکل سائنس بھی جانتی ہے کہ یہ توجیہات ساری باطل ہیں۔ کسی زمین میں کوئی ایسی گیس نہیں ہے جو کسی وجود کو پریزرو کرے یا اسی حال پر رکھے یہ ہو سکتا ہے کہ اسے فاسل بنا دے اسے بدل کر ریت نہ بنائے۔ پتھر بنا دے۔ ہڈیوں کا پتھر فاسل بن جاتا ہے لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ جس طرح زندہ وجود تھا اسی طرح تروتازہ وجود رکھے یہ صرف صحابہ کرام سے ثابت ہے کہ جہاں جہاں ان کے مبارک وجود دفن ہیں اور وہ قبریں نکلیں وہ اسی طرح کے تروتازہ تھے۔ اسی طرح وسط ایشیا میں شمال تک پھر یہ جو ریاستیں وسط ایشیا کی روس سے آزاد ہوئی ہیں ان میں یورپ میں اور مغربی اندلس کے ساحلوں تک سمندر کے ساحل تک افریقہ میں ان ساری جگہوں میں جہاں جہاں ابھی تک اسلام ہے اسلامی ریاستیں ہیں۔ ان سب علاقوں میں صحابہ کرام کی قبریں ہیں اور پیدا سارے وہ لوگ کچھ مکے میں ہوئے کچھ مدینہ منورہ میں ہوئے۔ کچھ گرد و نواح میں ہوئے اور سارے عاشق تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاہئے تو یہ تھا' حق تو یہ تھا کہ سارے انہی کے قدموں میں جگہ پاتے۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں دفن ہیں۔ وہ بندے جن کے گھر پہلے دن ہجرت فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اس مکان میں اپنے اس کمرے میں کیوں نہ دفن ہوتے لیکن وہ امانت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینوں میں سمو دی تھی اسے انسانوں تک پہنچانا وہ ذمہ داری جو اللہ نے دی تھی **تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ** نیکی اور بھلائی کا حکم دینا **تامرون** یہاں تبلیغ نہیں کہی اللہ نے وہاں تو ہے نا کہ **وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ**۔ یہاں بلاغ سے بڑھ کر امر کا حکم دیا اور امر کوئی طاقت دے سکتی ہے یہاں ریکویسٹ کا یا پہنچانے کی بات نہیں ہے۔ **تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ**۔ قوت نافذہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ اتنی طاقت ہو تم میں کہ تم نیکی کا حکم دے سکو۔ و **تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** اور برائی سے روک سکو کہ یہ نہیں ہو گا اور یہ ہو گا اور سارا کیوں کرو۔ صرف اللہ کے لئے **تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ** صرف اللہ کے لئے اس کا کوئی ایوارڈ اس کا کوئی معاوضہ اس سے کوئی اقتدار کوئی شہرت مطلوب نہ ہو۔ محض اللہ کے لئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تربیت صحابہ کے پاس رہا۔ ہر حاضر ہونے والا تابعی ہو گیا۔ تابعین کے پاس رہا ہر حاضر ہونے والا تبع تابعی ہو گیا۔ تبع تابعین سے بعد آ کر یہ روشنی جوں جوں کم ہوتی گئی یہ طریق بھی کم ہوتا گیا۔ پھر شعبے زیادہ تقسیم ہو گئے تو ایسے لوگ بھی ایک شعبہ بن گئے جو ذکر تو کرتے تھے علمی کام بھی کرتے تھے فوجی کام بھی کرتے تھے لیکن ایک چھوٹا سا شعبہ بن گیا اور یہ جرنیل' صوفی جرنیل ہر مسلمان کے لشکر میں آپ کو ملیں گے۔ آپ تاریخ اٹھا کر دیکھیے ہر مسلمان حکمران کے پاس ہر مسلمان فوج میں ہر مسلمان لشکر میں آپ کو ایسے جرنیل ملیں گے جو صوفی بھی تھے' ذاکر بھی تھے' جرنیل بھی تھے' سپاہی بھی تھے' علماء' جتنے ہمارے آئمہ ہیں سارے صوفی

تھے' ذاکر بھی تھے امتداد زمانہ سے کمی آتی گئی اور پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ یہ لوگ صرف خانقاہوں میں رہ گئے۔ اب جب ہماری باری آئی تو خانقاہوں میں بھی نقلی صوفی رہ گئے خال خال الا ماشاء اللہ ورنہ محض گدی نشین' جانشین اور وارث اور وراثت میں خانقاہی نظام کو پانے والے لوگ رہ گئے۔ ۔ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن۔

جہاں کبھی شاہین پلا کرتے تھے وہ جگہ کوؤں کے گھونسلے بن گئے اور وہاں محض ٹکڑے جمع کرنے والے لوگ رہ گئے۔

رب کریم نے اس انقلاب آفرین سلسلے کو انسانوں کی ہدایت کے لئے پھر سے آب حیات کی طرح نمودار فرمایا۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کی الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں سلسلہ اویسیہ نسبت اویسیہ کا تذکرہ کیا ہے۔ انہوں نے چودہ پندرہ سلاسل تصوف لکھے ہیں۔ الانتباہ میں سلسلہ نسبت اویسیہ کے بارے میں وہ فرماتے ہیں کہ یہ عجیب نسبت ہے یہ لوگ زمانے میں غائب ہوتے ہیں تو ایسے جیسے کوئی دریا آتے آتے ریت میں جذب ہو جائے۔ زیر زمین چلا جائے اور تراوت تک کا پتہ نہ چلے کہ یہاں کوئی پانی ہے بھی یا نہیں۔ لیکن جب کبھی نمودار ہوتے ہیں تو سیل بیاباں کی طرح روئے زمین پر چھا جاتے ہیں۔ اللہ کریم کو منظور تھا اس نے اپنے بندے کو اس سلسلے کی نسبت اس قوت سے عطا فرمائی جسے میں اور آپ ناپ نہیں سکتے۔ سمجھ نہیں سکتے۔ جن لوگوں سے یہ نسبت حضرت رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا وہ بھی اس نسبت کے امین تھے لیکن اس نسبت میں ان کے سینہ مبارک میں آکر جو پھل پھول اس کے ساتھ لگے جو قوت اس کے ساتھ پیدا ہوئی جو بلندیاں اسے اللہ نے دیں وہ شاید ایک انقلاب ہی کا بنیادی پتھر تھا۔ اب اللہ کریم نے اس نسبت کو روئے زمین پر پہنچایا اور پھیلایا اور اس ملک میں بھی ایک قوت ہے اس کی۔ اب آپ یہ نہ سوچیں کہ ہم سلسلہ تصوف کو سیاست میں لے گئے بلکہ ہم کام تصوف ہی کا کر رہے ہیں۔ ہماری سیاست وہ ہے جو تصوف کا حصہ ہے اور ایک بنیادی فرق ہے وہ فرق یہ ہے۔

کہ تمام سیاسی جماعتوں کا خواہ وہ مذہبی ہیں یا دینی ہیں۔ مطمع نظر اقتدار ہوتا ہے۔ سیاست کی بنیاد یہ ہوتی ہے کہ ہمیں اقتدار چاہئے یا اقتدار دے دو۔ یا ہمیں اقتدار میں شریک کر لو۔ ہمارا مطمع نظر اقتدار نہیں ہے ہمارا مطمع نظر نفاذ اسلام ہے۔ بہت بڑا فاصلہ ہے۔ یہ اسلامی فرنٹ ہو یا طاہر القادری صاحب کی توبہ کرنے والی جماعت ہو یا جمعیت اہل حدیث ہو یا جمعیت علمائے پاکستان یا جمعیت علماء اسلام ہو یہ سارے لوگ نیک ہوں گے۔ عالم ہیں۔ دیندار ہیں۔ اچھے لوگ ہیں۔ شریف ہیں۔ اور عالم بھی ہیں۔ اور سیاست دان بھی ہیں۔ اچھی بات ہے لیکن سیاست میں ان کا مطمع نظر بھی اقتدار ہی ہے اور اقتدار بندے سے عجیب عجیب باتیں کرواتا ہے۔

تو اگر یہ سیاست ہے تو ہمارا کام سیاسی نہیں ہے ہمارا کام دینی ہے اور دین کا یہ شعبہ کہ ذکر ان خوش نصیبوں کو نصیب ہو گا جن کی قسمت میں ہے لیکن ظاہری احکام جو اسلام کے ہیں ان کو ماننے کے سارے مسلمان مکلف ہیں اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم الاخوان کے پلیٹ فارم پر جو ذاکر نہیں ہیں ان کو بھی اس لئے لانا چاہتے ہیں کہ وہ اسلام سیکھیں اور اسلام پر عمل کریں۔ اس باڈی سٹرکچر پر تو اسلام نافذ کریں۔ اس دعوت میں حکمران بھی شامل ہو جائیں اور وہ بھی اسلام سیکھیں اور اسلام ملک پر لاگو کر دیں تو ہمارا مسئلہ حل ہو گیا۔ ہمیں اقتدار نہیں چاہئے کوئی بھی جو تائب ہوتا ہے کوئی بھی جو دین سیکھنا چاہتا ہے اس میں کوئی فرد بھی ہو تو اس پر موت سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور اگر وہ نافذ نہیں کریں گے اور اگر اللہ نے ہمیں قوت دی تو ہم اپنے وجود پر نافذ کریں گے اس سے زیادہ قوت ہوئی تو اپنی جو بات سنتا ہے اس پر نافذ کریں گے۔ اگر اللہ نے اتنی قوت دے دی تو ہم ان سے اقتدار لے کر پورے ملک پر

نافذ کریں گے۔ ان سے چھین کر پورے ملک پر نافذ کریں گے۔ لیکن وہ اقتدار ہماری ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اس کی خواہش نہیں ہے کوئی صاحب اقتدار بھی اگر اپنی جگہ پر اللہ کا دین سیکھتا ہے اور دین اپناتا ہے اور اپنے دائرہ کار میں دین کا نفاذ کرتا ہے تو ہم اس کے سپاہی کے طور پر کام کریں گے۔ یہ فرق ہے سیاسیات میں اور اسلام میں۔ ہم سیاست نہیں کر رہے۔ ہم یہ شعبہ بھی اسلامی نقطہ نظر سے کر رہے ہیں اور سلاسل تصوف کے جو سربراہ ہوتے ہیں یہ سب سے زیادہ محکوم لوگ ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہاں کوئی دنیوی حکومت نہیں ہے کہ بادشاہ کی پیٹھ پیچھے اس کا نام لے کر جو مرضی کرتے رہو۔ بادشاہ کو کون سی خبر ہے۔ اسے پتہ نہ لگنے دو جو مرضی کرتے رہو۔ یہاں کوئی بندہ ڈرائیور بھی ہے کسی بادشاہ کا۔ کنگ فہد کا تو وہ بادشاہ کے نام پر پچاس کام کر لیتا ہے کون بادشاہ سے پوچھنے جائے گا۔ وہ اس ڈرائیور کی مان کر کہہ دیتے ہیں۔ لے گا بادشاہ کا نام تب عزت سارے لوگ سب وزیر کریں گے کہ بادشاہ کا ڈرائیور ہے۔

تصوف میں یہ نہیں ہوتا۔ تصوف میں مبتدی کی گستاخی برداشت کر لی جاتی ہے۔ منتہی کو گستاخی کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ جو انچارج ہوتے ہیں ان کے نکیل پڑی ہوئی ہوتی ہے وہ بنائے اس لئے جاتے ہیں کہ وہ کمال درجے کے اطاعت کرنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ نافرمانوں کو یہاں کوئی جماعتوں کا سربراہ بناتا ہی نہیں۔ یہ بنتے ہی من جانب اللہ ہیں۔ بارگاہ نبوتؐ میں ہیں اور مشائخ کی مرضی سے ہیں۔ یہ سیاست سے نہیں بنتے اور وراثت سے نہیں بنتے اگر سیاست سے وراثت سے بنتے تو پھر وہ خانقاہی نظام بھی تباہ ہوجاتا ہے تو اگر بحیثیت شیخ سلسلہ میں نے یہ کام کیا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ کوئی میری مرضی کا کام ہے۔ یہ بھی انہی کا کام ہے جن کا کام ذکر اذکار سکھانا ہے۔ جن کی طرف سے ہماری ذمہ داری ہے جس بارگاہ کی طرف سے ہمیں دوگوں کی تربیت کا حکم ہے تبلیغ کا حکم ہے یہ بھی اسی بارگاہ کی منشا ہے جو ہم کر رہے ہیں ورنہ ہم کون ہوتے ہیں۔ ہم کوئی اتنے آزاد یا سرکش نہیں ہیں جنہیں کوئی نکیل نہ ہو، کوئی ڈر نہ ہو، کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔

تو میرا یہ معمول رہا ہے کہ ہر بار حرم کی حاضری کے موقع پر، ہر حاضری کے موقع پر، ہر طواف میں اور سعی کے ہر چکر میں میں یہ ضرور دعا کیا کرتا تھا کہ بار الہا اس ملک کو قائم رکھ۔ اس پر دین کی حکومت قائم فرما اور ہمارے ہوتے ہوئے فرما ہمیں بھی دیکھنے کا اور اس میں شریک ہونے کا موقع نصیب فرما۔ یہ میری دعا اپنی الگ۔ آج بات کر رہا ہوں یہ میری اور میرے رب کی بات ہوتی تھی کسی کو خبر نہیں ہے لیکن میں ہر سعی کے خاتمے پر بھی ہر طواف میں بھی ہر حاضری میں بھی ویسے بھی اکثر ہر دعا میں میں شامل رکھتا ہوں۔ لیکن وہاں خصوصی طور پر میں یہ کرتا تھا تو دو سال پہلے وہیں سے یہ آپ کا جھنڈا عطا ہوا۔ اس کا جو سکیچ آپ کے پاس ہے گلوب پر مہر نبوت ہے۔ سبز پرچم ہے یہ وہیں کی عطا ہے انہی کا کام ہے تو انہی کی غلامی میں یہ ہو رہا ہے آپ گھبرائیے نہیں اور یہ نہ سوچئے کہ ہم سیاست کی طرف چل پڑے۔ ہم سیاست کی طرف نہیں چل پڑے بلکہ ہم سیاست کو بھی اسلام میں لانا چاہتے ہیں۔ اسے بھی مسلمان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ملک تمام اسلامی تحریکوں کا مرکز ہے۔ آپ یہ مت بھولئے کہ افریقہ میں ہو یا سپین میں اریٹریا میں ہو یا فلسطین میں کشمیر میں ہو یا ارزگووینا میں دنیا میں کہیں بھی اگر کوئی کام اسلام کا ہو رہا ہے تو اس کی بنیاد کسی نہ کسی رشتے سے پاکستان میں ہے یا یہاں کے علماء اس میں شامل ہیں یا یہاں کے مدارس اس میں ہیں یا یہاں کے لوگ اس میں شامل ہیں یا یہاں سے اسے کچھ مجاہد مل رہے ہیں۔ یا یہاں سے اسے اسلحہ مل رہا ہے۔ کسی نہ کسی طرح سے ہر موومنٹ کی جو سب سے مضبوط کڑی ہے وہ پاکستان میں ہے اور یہ وجہ ہے کہ ساری دنیا کا کفر اب اس بات پر لگا ہوا ہے کہ اگر پاکستان میں اسلامی موومنٹ چل دی

جائے تو اس کا مطلب ہے کہ ساری دنیا میں آپ نے اسلامی تحریکوں پر غلبہ پا لیا۔ اور اسلامی تحریکیں اتنی قوت سے ابھر رہی ہیں اتنی طاقت سے ابھر رہی ہیں کہ کفر پریشان ہو گیا ہے۔ آج زمانہ وہ نہیں ہے جس میں آپ جیتے ہیں۔

مجھے بہت دکھ ہوا ہے یہ دیکھ کر کہ ہمارے ساتھی بھی دوسروں کو دیکھ کر اس کو نیکی سمجھتے جا رہے ہیں کہ کچھ نہ کیا جائے روتی سی صورت ہو' باتھ روم سلیپر پہنے ہوئے ہوں' کپڑے پھاڑے ہوئے ہوں اور ایک پانچا اونچا ایک نیچا ہو۔ بوجھا لٹک رہا ہو۔ یہ اس دور میں اسلام کی توہین ہے اور اسلام سے لوگوں کو منع کرنے والی بات ہے۔ میں نے بھی یہاں دیکھے۔ یہاں اتنے بندے نہیں ہیں جتنے باتھ روم سلیپر پڑے ہیں۔ میرا تو دل چاہتا ہے سب کی گٹھڑی باندھ کر کہیں دور پھینک دیا جائے۔ یہ تو باتھ روم میں پہننے کے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ ایک صحابی حاضر ہوئے۔ ان کی داڑھی کے بال پریشان تھے۔ فرمایا فاقہ کشی اور بات ہے۔ تم داڑھی کو سنوار نہیں سکتے کہ تم جنگلی نظر نہ آؤ۔ اور لوگ اسلام سے نفرت نہ کریں۔ یعنی ہر مسلمان نمائندہ ہے اسلام کا۔ غریب ہے اس کا کپڑا سستا تو ہو لیکن پھٹ جائے تو اسے وہ سی سکتا ہے۔ میلا ہو تو دھو سکتا ہے۔ کون ایسا ہے جسے جوتا نہیں ملتا کہ وہ باتھ روم سلیپر پہن کر پھرتا ہے۔ یہ کون سی نیکی ہے کہ آپ جوتا نہ پہنیں آپ کپڑا نہ پہنیں آپ وقت پر حجامت نہ کریں۔ آپ منہ نہ دھوئیں یہ کونسی نیکی ہے۔ اسلام تو نفیس مذہب ہے نفاست کا' پاکیزگی کا طہارت کا اور ہر مسلمان نمائندہ ہے اسلام کا اگر نمائندے ہی ایسے ہوں گے اس زمانے میں جب لوگ چاند پر پہنچ رہے ہیں۔ آپ باتھ روم سلیپر سے سفر کر رہے ہیں خدا کا خوف کریں کس سے مقابلہ ہے آپ کا! کس کے مقابل ہیں۔ اسلام یہ سکھاتا ہے کہ دوسرے کو دیکھ کر چوری ڈاکہ شروع نہ کر دو اپنے جو وسائل ہیں انہیں حلال اور پاکیزہ رکھو اور جو حلال وسائل سے آتا ہے۔

وَ اَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ تحدیث نعمت یہ ہے کہ جتنا اللہ نے تمہیں دے رکھا ہے تمہارے لباس سے تمہارے حلیے سے تمہارے رہن سہن سے پتہ چلے کہ اللہ نے اس کو اس سٹیٹس کا بنایا ہے اور یہ جتنے فقیر نظر آتے ہیں نا بظاہر ان کے بینک بیلنس دیکھو تو بھرے ہوئے ہیں اور بنکوں سے سود لیتے ہیں۔ گھروں میں دیکھو تو ہر طرح کی عیاشی جائز ہے کھانے پینے میں دیکھو تو جانور جتنا ایک بندہ کھا جاتا ہے تو بظاہر دیکھو تو اوپر انڈے کا خول ایک چڑھا رکھا ہے۔ او یار خدا کے لئے ان خرافات سے نکلو اپنے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اسلام کا نمائندہ سمجھو اور اس جرات سے بات کرو یہ معذرت خواہانہ اسلام چھوڑ دو "جی معاف کرنا میں مسلمان ہوں کہو الحمد اللہ میں مسلمان ہوں" اور مسلمان ہی جیوں گا اور مسلمان ہی مروں گا اور مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے تو یہ جو ہے نا معذرت خواہانہ کہ جی معاف کیجئے میں مسلمان ہوں۔ اسے چھوڑیئے ہمارے ذمے ہے کہ ہم اللہ کے احکام کو نافذ کریں قوت نافذہ پیدا کریں۔ اب ابابیلیں نہیں آئیں گے کعبے کو بچانے کے لئے۔

اب بھی تو امریکہ سے سارے یہودی آئے وہاں اور پہلی دفعہ ساڑھے چودہ سو سال بعد سر زمین عرب لائے گئے وہاں کاٹے گئے وہاں پکائے گئے اور وہاں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہو لے کر آج تک کسی کو جرات نہیں ہوئی بلکہ حرمین نے کافر انسانوں کے لئے حرام کر دیا اس سے کہ وہ اس داخل نہیں ہو سکتے چہ جائیکہ کہ جزیرہ نمائے عرب پر جہاں سے یہودیوں کو نکال دیا گیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری وصیت جو کی تھی اس میں بھی یہ تھا کہ یہودی سرزمین عرب پر رہنے نہ پائے۔ وہاں پر امریکہ سے یہودیوں کو امپورٹ کیا گیا اور پہلی دفعہ خنزیر وہاں کاٹے وہاں پکائے

وہاں کھائے گئے تو کیا مسلمانی ہے!

ہمارے ہاں ملک پر جو نظام نافذ ہے یہ یہودی نظام ہے یہودی نظام معیشت کا یہ حال ہے کہ ہمارے سارے کارخانے سود پر چلتے ہیں یہ میرا لباس یہ آپ کے عمامے یہ آپ کی تسبیح کا دھاگا یہ جس کارخانے میں بنتا ہے۔ وہ کارخانہ سود پر چلتا ہے اس دھاگے میں سود کے ریشے ہیں۔ ہر جبہ و دستار میں سود کی تاریں موجود ہیں۔ یہ سیمنٹ کے کارخانے یہ سریے کے کارخانے یہ سارے سود پر چلتے ہیں ہم یہ جو مساجد بناتے ہیں ان چھتوں میں یہ جو لوہا لگاتے ہیں یہ سیمنٹ اور اسٹینس دیواروں پر لگائی ہیں۔ اس سارے میں سود شامل ہے اس لئے کہ پوری معیشت سود پر چل رہی ہے تو کیا اس سارے کے ساتھ ہم سب سمجھوتہ کر کے گزر جائیں؟ اور جتنی ہماری سیاسی جماعتیں ہیں۔ وہ دینی ہیں یا غیر دینی سیاسی جماعتیں ہیں۔ پشاور میں ایک سیاست دان سے ملاقات ہوگئی ایک کنونشن ہی میں تو بڑی مزے دار تبلیغ شروع ہوئی ہے بے نظیر کی طرف سے ان کے ایک مشیر کا بیان تھا پھر آگے سیاست دانوں نے بھی اسے اٹھا لیا کہ اب طاہر القادری صاحب نے جو کیا ہے وہ بہتر ہے اک سپیشلائزیشن کا زمانہ ہے اور ہر آدمی کو کسی ایک سیگمنٹ میں سپیشل ہونا چاہئے لہٰذا علماء کو چاہئے کہ وہ دین کی طرف متوجہ رہیں اور سیاست میں آ کر اپنا دین خراب نہ کریں تو میں نے پوچھا آپ کا مطلب؟ آپ کے بادشاہ کا مطلب یہ ہو گا کہ مولوی صرف دین میں رہے اور آپ صرف سیاست میں رہیں اور سیاست دان دین کی طرف نہ آئیں۔ سپیشلائزیشن کا تو یہ مطلب ہوا نا کہ عالم سیاست میں نہ آئیں اور سیاست دان جو ہے وہ نماز روزہ کلمہ درود اس سے فارغ ہو جائے تو پھر کم از کم اتنی سہولت تو ہوئی کہ آپ کے نکاح جنازے سے تو ہم چھوٹ گئے۔ اس نے کہا "نہیں نہیں میں نے یہ تو نہیں کہا۔" میں نے کہا اگر سیاست دان کا دین کے بغیر گزارہ نہیں ہے تو دیندار کو آپ سیاست سے کیسے نکال دیں گے۔ یعنی آپ دین دار کو تو یہ کہتے ہیں تم وہیں رہو سیاست سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اور جب تم مرتے ہو تو کہتے ہو ہمارے لئے ختم پڑھو۔ ہمارا جنازہ پڑھو۔ ہمارا نکاح پڑھو۔ ہمارے لئے دعا کرو تو یہ تو عجیب بات ہے دین میں کوئی سپیشلائزیشن جو ہوتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ ڈاکٹر اگر سپیشلائز کرتا ہے تو پہلے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کرتا ہے اس کے بعد کسی شعبے میں سپیشلائزیشن کرتا ہے۔ مسلمان بھی پورے اسلام کو AS A WHOLE قبول کرتا ہے۔

کوئی امام بن جاتا ہے کوئی استاد لیکن سارے کا سارا اسلام وہ چھوڑ نہیں سکتا۔ جس طرح ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ڈاکٹر یا سائنس دان ایک شعبہ سائنس کا لے لیتا ہے تو باقی سائنس وہ بھلا نہیں دیتا میں نے کہا سپیشلائزیشن کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان AS A WHOLE مسلمان ہے۔ پھر اس میں سے جس شعبے کا اللہ نے اسے شعور دیا وہ اس میں بحیثیت مسلمان اس میں زیادہ کام کر لے گا۔ آپ اس کا مطلب یہ نہ لیں کہ علماء اسے چھوڑ دیں۔ قوت نافذہ آپ کے پاس رہے اور دعائیں علماء کرتے رہیں۔ اب ملک کا حال یہ ہے کہ اس پراپیگنڈے نے اور یہ یہودی کا پراپیگنڈہ ہے اس نے ہمیں یہاں پہنچا دیا کہ موجودہ الیکشن میں ۳۸٪ لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں۔ مسلم لیگ کو اور پیپلز پارٹی کو اور باقی ساری دینی جماعتوں اور سیاسی جماعتوں کو ملا کر ٹوٹل جو ملک میں ووٹ ہیں ان کے اڑتیس فیصد پول ہوئے۔ ہیں اور باسٹھ فیصد شرفاء نے ووٹ نہیں دیئے۔ اب جن لوگوں نے ووٹ نہیں دیئے ان میں کوئی پیپلز پارٹی کا نہیں ہے کوئی ان میں شیعہ نہیں ہے کوئی ان میں مرزائی نہیں ہے کوئی ان میں عیسائی نہیں ہے کوئی ان میں چور اچکا نہیں ہے کوئی ان میں شرابی نہیں ہے کوئی زانی اور فاسق فاجر نہیں۔ ان سب لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں۔ کسی نہ کسی جماعت کسی نہ کسی پارٹی کو ضرور دیئے ہیں۔ جنہوں نے نہیں دیئے یہ سارے شریف لوگ ہیں۔ جو کہتے رہے جی چھوڑو جی دفع کرو۔ ہمیں

اس سے کیا۔ اگر یہ باسٹھ فیصد کوئی چار شریفوں کو ووٹ دے دیتے تو ان چار شریفوں کے پاس پورے ملک کی حکومت آ جاتی۔

تو ہم نے یہ جو محنت شروع کی ہے یہ اس لئے کی ہے کہ اگر کوئی ذکر نہیں کرنا چاہتا اللہ اسے توفیق دے' کرے' نہیں بھی کرنا چاہتا تو دین تو سیکھے۔ فرائض تو ادا کرے۔ سنن تو ادا کرے۔ اور نفاذ اسلام کی ابتدا اپنی ذات سے کر کے ملکی سطح تک سوچے تو سہی کہ کیسے اسلام نافذ کیا جائے اور یہ کہنا کہ یہ مشکل ہے تو کون سا کام مشکل نہیں ہوتا۔ روزی کمانا آسان ہے؟ زندہ رہنا آسان ہے؟ سانس لینا آسان ہے؟ جس معاشرے میں ہم جی رہے ہیں اس میں جینا آسان ہے؟ کون سا کام آسان ہے؟ ہر کام مشکل ہے صرف ہماری ترجیحات ہیں جب ہم چاہتے ہیں یہ ہمیں کرنا ہے اس کو اول پرائیرٹی دیتے ہیں تو وہ مشکل نہیں رہتا۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں یہ کرنا ہے جیسے بھی ہو گا کرنا ہے۔ جو نہیں کرنا چاہتے اس کے ساتھ ہم مشکلات لگا دیتے ہیں۔ کام اللہ کرتا ہے بندے کا ارادہ اور اس کی کوشش ہوتی ہے اس سے زیادہ بندہ نہیں کر سکتا۔ تو ہمارے ذمے یہ ہے کہ ہم نفاذ دین کے لئے اور برائی سے روکنے کا حکم دینے کے لئے نیکی پر قائم رہنے کا حکم دینے کے لئے اور اس ماحول کو بدلنے کا ارادہ کریں۔

یاد رکھئے! ہمارے سلسلہ عالیہ کی یہ فضیلت ہے کہ تبع تابعین کے بعد یہ پہلا موقع ہے اسلامی تاریخ میں کہ ہر آنے والے کا دل ذاکر ہو جاتا ہے۔ یہ پوری تاریخ اسلامی میں پہلا موقع ہے آپ پڑھ کے دیکھئے پوری تاریخ کو۔ ہر بزرگ کے پاس لاکھوں لوگ آئے۔ انہیں نماز روزے کا کہا زبانی وظائف تسبیحات بتائیں لیکن ذکر قلبی دو چار لوگوں سے زیادہ کسی کو نہیں بتایا۔ ان دو چار نے آگے دو چار کو بتایا۔ اس سے زیادہ کسی کو نہیں بتایا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جس طرح عہد نبوی میں ہر آنے والا صحابی' عہد صحابہ میں ہر آنے والا تابعی' عہد تابعین میں ہر آنے والا تبع تابعی' اسی طرح یہاں حضرت کی خدمت میں ہر آنے والا صوفی بنتا گیا۔ پہلی دفعہ ہر مرد ہر عورت ہر بچہ ہر بوڑھا ہر پڑھا لکھا' ہر انپڑھ' آگے ہر ایک کے اپنے استعداد ہیں۔ یا اللہ کی عطا ہے کہ اسے کتنا دیا لیکن بنیادی طور پر سلسلہ ذکر میں اور ذکر قلبی سب کو نصیب ہوتا چلا گیا۔ جس طرح یہ اس سلسلے کی فضیلت ہے یہ بھی اس کے فضائل میں سے ہے کہ انشاء اللہ نفاذ اسلام کی حقیقی بنیاد یہی سلسلہ رکھے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر وقت کی جو دعائیں میں کیا کرتا تھا وہ اپنے ہی گلے پڑ گئیں کہ تمہیں بہت خواہش ہے تو کر کے دیکھو اور مجھے اس بات پہ فخر ہے کہ اللہ نے یہ توفیق دی۔ کام وہ ہو گا جو اللہ چاہے گا۔ یہ وہ چاہے تو موسیٰ علیہ السلام سے بات کرنے کے لئے اس نے ایک درخت کو اپنا ذریعہ بنا لیا انہوں نے دیکھا ایک درخت ہے اس سے شعلے نکل رہے ہیں جلتا بھی نہیں عجیب بات ہے تو درخت سے آواز آئی درخت کو چھوڑو موسیٰ علیہ السلام **اننی انا اللہ** میں اللہ ہوں مجھ سے بات کرو۔ درخت کو درمیان سے چھوڑو۔ درخت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہم تو وہ شجر موسوی ہیں۔ ہماری حیثیت کوئی نہیں۔ کام اس نے خود کرنا ہے اور وہ خود کر رہا ہے۔

مجھے حیرت ہوتی ہے کہ تھوڑے سے عرصے میں پورے ملک میں' دنیا میں الاخوان کا پلیٹ فارم بن گیا ہے۔ جاپان سے لے کر امریکہ تک یہاں تو چلو ہم نے کنونشن کئے لوگوں سے کہا کہ یار جہاں جہاں ساتھی تھے انہوں نے از خود لٹریچر منگوا کر' کوشش کر کے تنظیمیں قائم کر لیں۔ اور یہ پہلی موومنٹ ہے کہ جو اپنی پیدائش کے ساتھ ہی پوری دنیا پر نمودار ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ ایک وقت آئے گا کہ ہم اس قابل ہوں گے کہ برائی کو رکنے کا حکم دیں گے۔ اور نیکی پر کاربند ہونے کے لئے لوگوں سے درخواست نہیں کریں گے۔ حکم دیں گے۔ اللہ کرے کہ جن کے پاس اقتدار ہے خدا

انہیں توبہ کی توفیق دے دے۔ ہمارا مسئلہ آسان ہو جائے گا۔ لیکن ہماری منزل نہ اقتدار ہے نہ ذاتی مفاد ہے۔ نہ کسی ایک فرد کو آگے لانا ہے۔ نہ کسی ایک فرد کو پیچھے ہٹانا ہے۔ ہماری منزل نفاذ اسلام ہے اور اس کی بنیاد ہم اپنی ذات سے کر رہے ہیں۔ اپنے وجود سے کر رہے ہیں اور جو بندہ اپنے وجود پر اسلام کو نافذ نہیں کر سکتا وہ الاخوان کا ممبر بھی نہیں۔ سیدھی سیدھی بات ہے سادہ سی بات ہے ہمیں رطب و یابس جمع کر کے ان سے ہاتھ کھڑے کر کے ووٹ نہیں لینا ہے ہمیں خاص کسی ایک طبقے کو مطعون کر کے یا اگر مسلم لیگ کو ووٹ دینے کے لئے میں نے کہا تھا تو میرے ساتھ کوئی مسلم لیگ والوں کی بات نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے ہم سے ووٹ مانگے بھی نہیں تھے۔ یہ ہمارا ذاتی اور ہمارے ایمان کا فیصلہ تھا کہ اگر ہو سکے تو ہم بے نظیر بھٹو کو اقتدار میں آنے سے روکیں۔ یہ ہمارا ذاتی فیصلہ تھا اس لئے کہ عقیدتاً" وہ بدترین رافضی ہے اور ملحد ہے۔ اور اس کے منشور میں ہے کہ اسلام کی سزائیں ظالمانہ ہیں جابرانہ ہیں۔ آپ نے سنا بھی ہو گا اس کے لیکچرز میں اس کے منشور میں ہے کہ ہم ملاں کے اسلام۔ ہمارا دین اسلام ہے لیکن ملاں والا اسلام نہیں ہے ہمارے اسلام میں عورت کو بھی طلاق دینے کا ویسا ہی حق ہے جیسے ملاں کے اسلام میں مرد کو یہ منشور میں ہے۔ تو حدود الٰہی کو جو قرآن میں موجود ہیں انہیں ظالمانہ کہنا بجائے خود کفر ہے۔ مسلمانوں کی ریاست پر کفر کے ان بدکاروں کو حکومت کا کوئی حق حاصل نہیں۔ ہم اس کے حق میں نہیں ہیں لیکن ہم گلی کوچے میں آ کر لوگوں کی بسیں جلا کر اظہار نہیں کریں گے۔ بلکہ عملاً" ایک ایک بندے کو اس کے خلاف صف آرا کریں گے۔ ہمیں مسلم لیگ سے کچھ نہیں لینا ہماری منزل اسلام ہے اس میں جو بھی ساتھ چلے جو بھی اپنے آپ پر اسلام لاگو کرے۔ ہم اس کے ساتھ ہیں۔ وہ ہمارے ساتھ ہے جس سے اسلام لاگو نہیں ہو سکتا اس کے ساتھ ہمارا بھی کوئی تعلق نہیں میرے

ساتھ رابطہ بے نظیر نے بھی کیا تھا میری ملاقات نواز شریف سے بھی ہوئی۔ بی بی بے نظیر اپنے نظریئے میں اتنی پکی ہے کہ اس کا جو پیغام میرے پاس دو تین دفعہ آیا اس میں بالکل واضح اس نے کہا تھا کہ جی میں ملنا تو چاہتی ہوں لیکن یہ یاد رہے کہ میں شیعہ ہوں تو بڑی واضح بات اس نے کی کہ کسی غلط فہمی میں آپ نہ رہئے گا۔ میں ہوں عقیدتاً" شیعہ۔ آپ سے ملنا چاہتی ہوں میں نے بھی اسے کہا کہ آپ بھی کسی غلط فہمی میں نہ رہئے گا کہ میں بھی پکا اہل سنت ہوں۔ اور ضرور ملئے ملنے پہ کوئی پابندی نہیں۔ آپ اپنی کہئے میں اپنی کہہ لوں گا لیکن آپ بھی مجھ سے کوئی ایسی توقع نہ رکھیں کہ کسی کام آ سکیں گے تو اس وجہ سے ہماری ملاقات ہی نہ ہو سکی۔ نواز شریف سے ملاقات ہوئی اس نے کہا جی دعا کریں۔ اللہ مجھے اقتدار دے دے تو میں نے کہا کہ جی میں تو نہیں کروں گا اس لئے کہ اگر میں نے دعا کر کے اقتدار مانگا تو اپنے لئے مانگوں گا میں مسجد میں بیٹھا ہوں۔ میں نے اس کے سامنے کہا تھا کہ میں اگر اللہ سے دعا کر کے اقتدار مانگوں تو تمہارے لئے کیوں مانگوں اپنے لئے کیوں نہ مانگوں میری کوئی ناک بجتی ہے مجھے خود دے دے میں خود حکومت کر لوں گا۔ تم توبہ کرو اسلام کو اپناؤ اور اپنے لئے خود دعا کرو اللہ سے وعدہ کرو کہ اے اللہ میں یہ دین نافذ کروں گا مجھے موقع دے اگر تم یہ کرو تو یہ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ کریم ہے اور تم مسلمان ہو تمہاری بات مان لے گا۔ لیکن اگر تمہارا وعدہ کچا ہوا تو چکر میں آنے والا نہیں۔ تم دھوکا نہیں دے سکتے صاف بات ہے۔ میں ایسے نہیں کہہ رہا کہ میں ان کے پیچھے کہہ رہا ہوں اور ان کے منہ پر نہیں کہی' بلکہ یہ وہ باتیں ہیں جو بالکل سامنے ہوئیں جس میں ساتھی چار پانچ ساتھ تھے ان کے روبرو بات ہوئی میں نے کہا بھئی میں نے جب مانگنی ہوئی اپنے لئے مانگ لوں گا۔ میں مانگ کر تمہیں کیوں دوں میرا دماغ خراب ہے میں ان پیروں میں سے نہیں ہوں۔

تو یہ [illegible] ہم معاذ اللہ ذکر اذکار کو چھوڑ کر سیاست کی طرف چل پڑے۔ نہیں بلکہ ذکر کرنے سے جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے کہ ہم ذاکر مخلص سپاہی ہے اللہ کا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ کا۔ اللہ کے دین کا اور یہ ہماری ذمہ داری ہے یار تم انصاف کرو کبھی آپ نے پڑھا ہے کیا ہو رہا ہے کشمیر میں۔ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ آپ لوگوں نے ٹیلی ویژن پر حرام کا فتویٰ دے رکھا ہے اگر آپ ٹیلی ویژن پر وہ بلٹن دیکھیں نا جو مغربی دنیا کشمیر کے بارے میں دکھاتی ہے ان عورتوں کے انٹرویو سنیں جن کی اجتماعی آبرو ریزی کی جاتی ہے اور ان مقتولوں کی لاشیں دیکھیں اس بلٹین میں جو انٹرنیشنل میڈیا دکھاتا ہے۔ آپ کو سمجھ آ جائے گی کہ اس بری طرح سے تو کھال قصاب بھی نہیں کھینچتا۔ کس بری طرح سے لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور وہ سارے طریقے وہ ساتھ بتاتے ہیں کہ اس کو بجلی کے شاک دیئے گئے۔ اس کو فلاں آلے سے چیرا گیا۔ اس کے ناخن اکھیڑے گئے اس کے دانت نکالے گئے۔ اس کی آنکھیں اکھیڑی گئیں۔ زندہ بندوں کی آنکھیں نکال دیتے ہیں۔ ناخن پلاس سے کھینچ لیتے ہیں۔ دانت کھینچ لیتے ہیں۔ کان ادھیڑ دیتے ہیں اور بندہ اذیت میں تڑپ تڑپ کر مرتا ہے۔ ایک اسی سالہ عورت سے کئی ہندوؤں نے برائی کی اور اس کا انٹرویو تھا میں نے خود سنا تھا۔ اس سے وہ پوچھ رہے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی کہ سب نے شراب پی ہوئی تھی۔ انہیں کوئی تمیز نہیں تھی کہ اسی سال کی ہے یا آٹھ سال کی۔ تیرہ سالہ بچی سے لے کر اسی سالہ خاتون تک انہوں نے انٹرویو دکھایا۔ تو میں یہ سوچ رہا تھا کہ خدایا اس حال سے گزر کر اگر یہ ہندو سے جان چھڑا بھی لیں اور ہم ان پر بے نظیر کو بٹھا دیں تو ان کے ساتھ ہم نے کون سی نیکی کی۔ سوال تو یہ ہے کہ اس حال سے گزر کر جو لوگ اللہ کرے کہ ان کی یہ قربانیاں قبول ہوں اور منظور ہوں اور اللہ انہیں شہادت کا شرف بھی بخشے اور پھر اس کے بعد آزادی بھی دے اور ملک آزاد ہو ان کا اور وہاں یہی پاکستان اور یہی حکومت اور یہی وزیراعظم ہو گا تو پھر لعنت ہے ہم پر اور ہمارے کردار پر۔ تو اس کردار میں اور ان میں فرق کیا ہے۔ مجھے بتایئے۔ پھر ان سب قربانیوں کا حاصل کیا ہے؟ یار یہ ساری قربانیاں جمہوریت کے لئے نہیں اسلام کے لئے دے رہے ہیں وہ لوگ۔ جب ملک تقسیم ہوا تھا تو کسی نے نہیں کہا تھا کہ آپ کو جمہوریت ملے گی اور لوگوں نے جانیں دی تھیں۔ سب نے کہا تھا کہ اسلام ملے گا۔ لوگوں نے اس پر جانیں دی تھیں اب آ کر اسلام کا نام ہی غائب ہو گیا۔ جمہوریت' پیر صاحب بھی جمہوریت دیتے ہیں۔ مولانا بھی جمہوریت دیتے ہیں۔ سیاستدان بھی جمہوریت۔ جمہوریت کے سوا بات ہی کوئی نہیں کرتا۔ کیا جمہوریت ہے۔ کیا تماشہ ہے کیا فراڈ ہے یہ؟ مغرب کے انداز کو آپ جمہوریت کہتے ہیں اور اسلام جو ہے اسے آپ غیر جمہوری کہتے ہیں؟

تو یہ سارا کچھ محض کہنے کا نہیں یہ کرنے کا ہے میں اس دن گوجرہ حاضر ہوا تو وہاں بڑے دھماکے ہو رہے تھے۔ اور جشن ہو رہا تھا اسی دن بے نظیر وزیراعظم بنی تھی میرے خیال میں روشنی کے اتنے روند چل رہے تھے کہ آسمان پر آگ ہی آگ نظر آتی تھی۔ تو ہم نے کوئی لگی لپٹی نہیں رکھی۔ دس پندرہ منٹ بولنے کے بعد سب دھماکے بند ہو گئے۔ اسلام کا جنازہ نکال کر اقتدار کافروں کے سپرد کر کے ملک کافروں کی گود میں ڈال کر اوپر دھماکے بھی کر رہے ہو یہ خوشی بھی منا رہے ہو لیکن عام آدمی کو شاید یہ احساس ہی نہیں تو لوگوں کو یہ احساس دلانا عین تصوف ہے۔ اور اسلام ہے ہمیں سیاست سے کبھی اقتدار کی کسی دولت کی کسی پارٹی سے فنڈز کی کسی ملک سے سرمائے کی اور حکومت سے کسی رعایت کی کوئی ضرورت نہیں اور اللہ کا احسان ہے کہ ہم کسی سے کچھ نہیں لے رہے محض اپنی محنت اپنی مزدوری سے جو ہو رہا ہے اس پہ چل رہے ہیں اور آئندہ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۳ پر

سوال آپ کا

جوابُ شیخ المکرمؒ کا

سوال : تصوف میں سب سے زیادہ صحبت شیخ سے فائدہ ہوتا ہے اور حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں سارا دن حضرت جی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوتی صحبت ملتی اب یہ کمی محسوس کی جا رہی ہے؟

جواب : بات تو آپ کی ٹھیک ہے لیکن یہ تو بڑی بات ہے کہ اگر ساتھ بیٹھنا نصیب ہو باتیں کرنا نصیب ہو لیکن شاید اب وہ شیخ بھی نہیں رہے اور وہ مرید بھی نہیں رہے۔ نہ شیخ میں وہ حوصلہ ہے اور نہ مریدوں میں وہ ہمت ہے تو ہر چیز جو ہوتی ہے وہ اللہ کریم اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ لینے والوں کو بھی دیکھ کر اور دینے والوں کو بھی دیکھ کر شاید اس طرح کی توفیق دے دے۔ تو وہ بات بن جائے لیکن دور زمانہ ہمیشہ ہر نعمت میں کمی تو کرتا ہے بڑھتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ زمانے کی روش ہے آپ اس سے آگے چلیں گے تو شاید اس سے بھی کام کم ہو جائے گا۔ تو بہرحال ابھی یہ اللہ کریم کا احسان تو ہے کہ دو وقت کا ذکر تو میں خود کرا دیتا ہوں۔ یہ بھی اس کا کرم ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے بھی جاتے رہیں ہم لوگ۔

سوال : مولانا حسین احمد مدنی نے فرمایا تھا کہ اصحاب باطن نے تو تقسیم ہند کا فیصلہ کر لیا لیکن ہم جسے حق جانتے ہیں اس کی شد و مد سے تبلیغ کرتے رہیں گے۔ سوال یہ ہے کہ مولانا مدنی نے جو فرمایا تھا اس وقت حق بھی تھا تو اصحاب باطن کو کیا جلدی تھی۔

جواب : میاں یہ جو اصحاب باطن دنیا سے گزر گئے ولی اللہ ہوتے ہیں وہ دنیا کے حالات کی پرواہ نہیں کرتے۔ .. مرضیات باری بتاتے رہتے ہیں دنیا سے جانے کے بعد پتہ ہے اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کی ارواح کو فرشتوں کی طرح بعض خدمات پہ مامور کر دیا جاتا ہے جیسے حضرت خضر علیہ السلام معروف ہیں اس طرح اور بھی ہوتے ہیں معروف ہو گئے ایک دو تو وہ الگ بات ہے۔ اور بھی کچھ ایسے ولی اللہ ہوتے ہیں کہ جن کی ارواح ملائکہ کی طرح خدمات پہ لگی ہوتی ہے۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ سیدنا عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی روح وصال کے بعد ملا الاعلیٰ کے جو ہے اس میں چلی گئی شعبے میں اس طرح کے ہوتے ہیں تو وہ دنیوی حالات کے مکلف نہیں ہوتے اب فرشتے کو کیا ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ اس کی نظر اس طرف ہوتی ہے کہ منشائے باری کیا ہے اس کے مطابق وہ کام کرتا ہے کوئی کر رہا ہے یا جی رہا ہے کہیں قحط سالی ہے یا بارش ہے اس سے فرشتے کو تعلق نہیں ہوتا فرشتہ

مرضیات باری دیکھ کر اپنا کام کرتا رہتا ہے تو اصحاب باطن انہی کو کہا جاتا ہے جو اہل اللہ دنیا سے گزرنے کے بعد ملائکہ کی طرح اس میں آگئے تو ان کا رویہ بھی ملائکہ جیسا ہو جاتا ہے پھر وہ ہمارے حالات کو نہیں دیکھتے مرضیات باری' جو تقدیر نافذ ہوتی ہے اس میں بھی اپنا حصہ ڈالتے رہتے ہیں اور ہم مکلف ہیں ظاہر کے۔ جب تک ہم دنیا میں موجود ہیں ہم مکلف ہیں حق کیا ہے باطل کیا ہے اس کے لئے ہم کیا کوشش کر رہے ہیں۔ تو مولانا مدنی رحمتہ اللہ علیہ تو دنیا میں تھے وہ مکلف اس بات کے تھے کہ جس کو حق سمجھتے ہیں اس کے لئے محنت کرتے رہیں تو انہوں نے جو کیا وہ بھی صحیح تھا جو اصحاب باطن نے کیا وہ ان کی جگہ صحیح تھا انہیں کیا تکلیف تھی۔ وہ دنیاوی احکام کے تو مکلف نہیں تھے انہوں نے تو کام ملائکہ کی جگہ کرنا تھا حکم ہوا یہ ہو گا وہ ہو گیا۔ تو یہ اس طرح سے بات ہوتی ہے۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ آپ کو یہ واقعہ شاید سنا چکا ہوں ہمارے ایک ساتھی ہوتے تھے لاہور گئے کسی کام سے ہائی کورٹ میں کام تھا وہاں سے فارغ ہوئے تو داتا صاحب کے پاس چلے گئے۔ حضرت رحمتہ اللہ علیہ بھی داتا صاحب سے گپ شپ رکھتے تھے۔ تو وہ چلے گئے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا سلام دیا بڑے اچھے صاحب کشف تھے فوت ہو چکے ہیں اللہ ان کے درجات بلند کرے۔ بڑے اچھے ساتھی تھے ہمارے۔ تو واپس آئے میں حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا پاس بیٹھا تھا تو وہ کہنے لگے حضرت عجیب بات ہے پڑھے لکھے نہیں تھے عام سے پرائمری پڑھے ہوئے تھے اس طرح کے نمبردار تھے اپنے گاؤں کے ٹکڑے زمیندار تھے کہنے لگے حضرت عجیب بات ہوئی میں گیا داتا صاحب کو سلام کیا۔ انہوں نے بڑی شفقت فرمائی بڑے مروت سے پیش آئے تو میں نے دیکھا کہ کوئی دیوار کے ساتھ سر لگا کر دعا مانگ رہا ہے کوئی سجدہ کر رہا ہے کوئی ادھر ہی منہ کر کے مقبرے کی طرف اس وقت یہ مردوں عورتوں کے حصے الگ الگ نہیں تھے۔ بہت پرانی بات ہے وہاں تو گھمسان تماشا اور بے حیائی بنی ہوئی تھی۔ تو حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر تم نے داتا صاحب سے نہیں کہا۔ کہنے لگا یہی تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے داتا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت یہ کیا تماشہ ہے تو سارے لوگ بے دین ہو رہے ہیں تو وہ فرمانے لگے کہ ان کو روکنا تمہاری ذمہ داری ہے۔ ہم سے اللہ نہیں پوچھے گا ہم جب تک دنیا میں تھے ہم روکا کرتے تھے۔ اب یہ تم لوگوں کی ذمہ داری ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار تم ہو میں نہیں ہوں۔ وہ کہتے ہیں مجھے اس بات سے حیرت ہوئی حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا انہوں نے سچ فرمایا چونکہ تم عالم نہیں ہو دنیا میں جو ہے وہ تو مکلف ہے حق و باطل کا جو دنیا سے گزر گیا وہ اپنا حصہ ادا کر گیا اب وہ اس کا مکلف نہیں ہے اس کا معاملہ رب کے ساتھ ہے دنیا میں کیا ہو رہا ہے یہ دنیا والے جانیں۔

تو اللہ کرے ہمیں حق پر رہنے کی توفیق نصیب ہو۔ اب بھی جو کچھ ہو گیا یہ تو ہو گیا۔ اب تو ہم مکلف اس کے ہیں کہ جو ہو رہا ہے۔ اس میں اصلاح کی اور اس میں درستگی کی صورت پیدا کی جائے اسے ہم واپس لے جانے کے مکلف نہیں ہیں۔ ہم مکلف اس بات کے ہیں کہ ایک اسلامی ریاست بن گئی تو اسے واقعی اسلامی ریاست بنایا جائے اور مثالی اسلامی ریاست بنایا جائے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نافذ ہو اور دنیا میں ایک مثال ہو کہ جس طرح عیسائی ریاستیں ہیں یہودی ریاست ہے ہندو ریاست ہے اسی طرح جس طرح ایک سوشلسٹ ریاست ہے اسی طرح ایک مثالی اسلامی ملک بھی ہو اللہ کرے۔

سوال : مولانا مودودی کے متعلق مذہبی جماعتوں اور علماء کا خیال مختلف رہا ہے ان کی کتاب خلافت و ملوکیت پر تقریریں اور فتوے تو روزمرہ کے معمولات ہیں۔ کیا جماعت اسلامی کا ممبر ووٹوں میں کھڑا ہو تو ووٹ دینا چاہیے۔ آپ کا مولانا

مودودی کے متعلق کیا خیال ہے۔

جواب: میرے خیال میں کوئی بڑے سے بڑا عالم ایسا نہیں گزرا کہ اس کی مخالفت نہ کی گئی ہو ایسا ہی ہوتا ہے انسانی معاشرے میں کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے بعد کوئی ایسی ہستی نہیں آئی جس پر ساری اسلامی دنیا متفق ہو جائے اتنا قد آور کوئی ہو بھی نہیں سکتا۔ یہ حصہ خیرالقرون کا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم** سب سے بہتر زمانہ میرا ہے پھر اس کے بعد کا ہے پھر اس کے بعد کا ہے تو وہ قرون ثلاثہ کے جو لوگ تھے ان میں اللہ نے وہ عظمت رکھی کہ ہر آدمی ان کا احترام کرتا تھا۔ لیکن بعد میں یہ کیفیت ہو گئی کہ بڑے سے بڑی ہستی کی بہت سے لوگ احترام بھی کرتے ہیں تو کچھ ان کی مخالفت بھی کر گزرتے ہیں لیکن معاملہ ہر بندے کا رب العلمین کے ساتھ ہے میرا ذاتی خیال جو آپ نے پوچھا ہے تو میرا مسلک یہ ہے کہ مجھے جہاں علماء سے اختلاف ہوتا ہے وہاں جو میں صحیح سمجھتا ہوں وہ کرتا ہوں لیکن میں علماء کی توہین کرنا پسند نہیں کرتا اس لئے جو اختلاف ہے۔ مجھے ہے جو کچھ ان کی رائے ہے ممکن ہے ان کا معاملہ رب کے ساتھ ہے۔ ان کا معاملہ کیا ہے اور ان کے پاس کیا دلائل ہیں تو کسی بھی مسلمان عالم کو بلا وجہ برا بھلا کہنا یا برا سمجھنا میں اچھا نہیں سمجھتا بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں جو قانون ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس بات میں کوئی شک گزرے ریب کے لفظ آتے ہیں ---- جو تجھے وسواس میں یا شبے میں ڈالے وہ چھوڑ دے اور وہ اختیار کر جس میں تجھے شبہ نہ ہو۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔ اس لئے میں برا بھلا نہیں کہتا نہ مولانا مودودی کو نہ کسی اور عالم کو۔ اللہ سب پر رحم فرمائے اگر ان سے کوئی کمی یا کمزوری بھی ہوئی ہے تو اللہ کریم ہے اللہ رحم فرمائے اللہ معاف کرنے والا ہے ہم نے تو حساب نہیں لینا۔ ہماری اپنی کمزوریاں اتنی ہیں کہ ان کا حساب نہیں۔

جہاں تک دونوں کا تعلق ہے تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جماعتوں کا نظام بھی عجیب ہے۔ ہر جماعت میں اور جماعت اسلامی میں بھی آپ کو بدکار مل جائیں گے اور پیپلز پارٹی میں نیک مل جائیں گے۔ یہ بڑا عجیب تماشہ ہے یہاں اب آدمی کیا کرے یعنی من حیث الجماعت اگر دیکھا جائے تو سب سے بے ضرر جماعت ہمارے ملک میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر تبلیغی جماعت ہے۔ لیکن اب اس میں بھی بعض غنڈوں نے تسبیح ہاتھ میں پکڑ کر اور بستر باندھ کر ان جیسا حلیہ بنا کر وہ ان کے ساتھ چل پڑتے ہیں اور کام ان کا وہی پیشہ وہی رکھتے ہیں جو ان کا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ تبلیغی جماعت کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں تو اس کا کوئی تدارک نہیں کیا جا سکتا کہ کس جماعت میں کون ہے اور کون نہیں ہے میں نے تو یہ دیکھا ہے پیپلز پارٹی میں بھی اور جن جماعتوں کو ہم اچھا نہیں سمجھتے ان میں بھی اچھے بھلے شریف لوگ الجھے ہوئے ہیں اور بڑی بڑی دیندار جماعتوں میں بھی بدکار شامل ہیں چونکہ یہ سارا نظام یہ غیر اسلامی ہے۔ تو چاہیے یہ کہ جو بندہ بنیاد تو عقیدے پر ہے عقیدے سے اعتبار سے اور پھر عقیدہ بغیر کردار کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ عقیدے کے ساتھ اس کا کردار ہو اسے ووٹ دیا جائے لیکن اب زمانہ ایسا آگیا ہے کہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دو برائیوں میں جو کم ہو لیکن اب تو کوئی نہیں جدھر دیکھو شر ہی شر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اور ہمیں کوئی نیک فیصلہ کرنے کی توفیق دے بہرحال بندہ یہ تو دیکھے کہ جو بندہ ہے وہ کس ذہن کا ہے۔ کسی غلط جماعت میں بھی ہو گا تو شاید ہو ان کو غلطی کرنے سے روک سکے۔

سوال: بعض علاقوں میں برادری سسٹم کے تحت ووٹنگ ہوتی ہے اور ہر امیدوار برا کوئی چند ایک نیک بھی ہیں تو کیا کرنا چاہیے۔

جواب: یہ بھی وہی حال ہے جیسا جماعتی نظام ہے ویسا

ہماری سمجھ سے تو ووٹ تو ایک گواہی ہے ایک شہادت ہے ایک اللہ کے سامنے ہماری ایک رائے کا اظہار ہے کہ بندہ دیانت دار بھی ہے نیک بھی ہے صالح بھی ہے اور جس کام کے لئے ہم اسے ووٹ دے رہے ہیں اس کی اس میں اہلیت بھی ہے۔ تو بھائی میاں سچی بات تو یہ ہے کہ اب وقت دونوں کا نہیں اب وقت جہاد کا ہے سادہ سی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ملک کا حال یہ ہے کہ جو لوگ اسلام سے محبت کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ اگر سوشلسٹ اپنا سوشلزم منوانے کے لئے سر میدان للکار سکتے ہیں اگر جمہوریت نواز اپنی جمہوریت منوانے کے لئے پوری دنیا کو چیلنج کر سکتے ہیں تو میری رائے یہ ہے کہ جنہیں اسلام سے محبت ہے انہیں بھی اب سرے میدان کہنا چاہیے کہ ہمیں اسلامی نظام چاہیے یا ہم تمہارا کوئی بھی نظام قبول نہیں کرتے لیکن شاید ہماری محبت یا رشتہ اسلام سے اتنا مضبوط نہیں ہے ہم اسلام کے لئے اپنی ضرورتوں سے فالتو چیز تو دے سکتے ہیں اپنی روزی پر لات مار دیں یا اپنے وجود کو مصیبت میں ڈال دیں اتنا ایثار ہم میں نہیں ہے تو یہ محض مسئلے پوچھنے والی بات ہے۔ امام جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے حرم مکہ میں تو کوئی شخص احرام میں تھا اور اس سے مکھی مر گئی مکھی مارنا' کیڑی مارنا جوں مارنا حالت احرام میں جائز نہیں ہے اگر مر گئی ہے اتفاقاً" تو مٹھی بھر غلہ صدقہ کر دو یا کوئی ایک آدھ درہم دے دو۔ تو بعض لوگوں کو اپنی پارسائی جتانے کا بڑا شوق ہوتا ہے اس نے امام صاحب سے جا کر مسئلہ پوچھا کہ حضور اگر بندے سے مکھی مر جائے تو کیا کرے انہیں بہت برا لگا کہ دیکھو یہ خود کو اتنا پارسا ظاہر کرنا چاہتا ہے مارنی نہیں چاہیے تھی مر گئی تو کوئی مٹھی بھر صدقہ دے دو تو انہوں نے ناراضگی میں پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو اس نے کہا جی عراق سے آیا ہوں انہوں نے فرمایا عراق والوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا خاندان ذبح کر دیا۔ کسی نے مسئلہ نہیں پوچھا آج مکھی کا مسئلہ پوچھنے کے لئے آگئے ہو۔ یعنی جب تم نے خاندان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کیا تھا اہل عراق نے اس وقت نہیں پوچھا تھا آج مکھی کا مسئلہ پوچھنے آگئے ہو تو یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے پوچھتے رہنا ہماری عادت ہو گئی ہے۔

کوئی راضی ہو یا ناراض ہو حکومت خفا یا اہل ملک خفا ہوں میری اپنی ذاتی رائے یہ ہے کہ مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے۔ کہ ان پر ہر طاغوتی نظام روز بروز مضبوط کیا جا رہا ہے اور اتنا مضبوط کیا جا رہا ہے کہ اب آپ اندازہ کیجئے کہ یہ جمہوریت کیا ہے مغرب کا بنایا ہوا ایک انداز حکمرانی ہے۔ سوشلزم کیا ہے شمالی طاقتوں کی گٹھ جوڑ سے بنایا ہوا ایک انداز حکمرانی ہے اب ہمارے ہاں سیاسی سطح پر سوشلزم کے خلاف' جمہوریت کے حق میں اتنا کچھ کہا گیا ہے کہ عالم سے لے کر پیر تک اور سیاست دان سے لے کر عام مسلمان تک جمہوریت کے لئے بے حال ہو رہے ہیں سوشلزم کے خلاف لڑ رہے ہیں وہ بھی کفر ہے وہ بھی کافرانہ نظام ہے یعنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس جمہوریت کی نسبت تو سوشلزم زیادہ قریب ہے اسلام کے کہ وہ ایک آدھ جو اوپر بیٹھا ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں طاقت اور قوت فیصلہ دے دیتا ہے۔ اسلام کا نظام بھی یہ ہے کہ جسے امیر چنتے ہو جب تک وہ شرعی حدود سے باہر نہیں نکلتا اس کی اطاعت کرو۔ بندے بندے کو چودھری نہ بناؤ۔ تو یہ ساری صورت حال جو ہے یہ اتنی خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے ایک پورا گھنٹہ ضائع کیا وزیر اعظم کی آخری تقریر سنی۔ صحیح بات بھی ہو رہی تھی ان کے ایک وزیر صاحب مجھے ٹیلی فون پہ کہہ رہے تھے جی الیکشن ہے یہ ہے وہ ہے۔ میں نے کہا الیکشن کی بات کرتے ہیں کس منہ سے ہم لوگوں کو کہیں آپ کو ووٹ دیں کہ جب مشکل وقت آیا ملک پر تو آپ چھوڑ کر بھاگ گئے جی نہیں چھوڑ کر نہیں بھاگے۔ اس طرح نہ کرتے تو یہ ہو جاتا تو میں نے کہا جو ہوتا آپ کو کوئی قید کرتا آپ لوگ مرتے پھر ہم آپ کی حمایت کے لئے آتے تو آپ چھوڑ کر آگئے

بھاگ کر آگئے اور ملک دوسروں سے چھڑا کر آئے۔ ہمیں پھر لے کر دے دو تو یہ بات میری سمجھ میں تو نہیں آتی۔

تو یہ سارا دھوکا ہے ہیرا پھیری ہے فراڈ ہے اس میں کوئی دین داری والی بات نہیں آگے آپ کی صوابدید ہے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی نیک آدمی ہے اور اس کے جانے سے کوئی فائدہ ہو سکتا ہے یا دین کی بات کچھ نہیں کسی سطح پر مدد کر سکتا ہے کہیں بعض جگہ علماء ہیں بعض جگہ اچھے دیندار لوگ ہیں تو چونکہ حکومت تو بنتی ہے ناجائز ذرائع سے تو اچھا ہے کہ اس میں دو چار دیندار آدمی بھی چلے جائیں تو جو بندہ آپ کہ اس میں کوئی دینی بات ہے اگر برادری نظام ہے اور جماعتی نظام سے کوئی بالاتر ہو کر محض اللہ کے لئے دین کے لئے ووٹ دے سکیں تو شاید کچھ بہتری پیدا ہو جائے اور ہمارا یہ رویہ اللہ کو پسند آجائے کوئی نیک حکمران دے دے۔ اور یوں محض برادری کے ساتھ ہو کر ووٹ دینا یا محض کسی جماعت کے پوچھے لگ کر ووٹ دینا میں تو صحیح نہیں سمجھتا تو ہر جماعت میں سارے بندے نیک بھی نہیں ہوتے ہیں اور سارے بدکار بھی نہیں ہوتے ہیں اور ہر برادری کا فیصلہ بھی دین داری پر نہیں ہوتا ان کے اپنے مفادات ہوتے ہیں تو بہرحال یہ سیاست کوئی میرا موضوع بھی نہیں ہے چونکہ سیاست مجھے آتی نہیں جانتا نہیں ہوں مذہبی پہلو سے جو بات میرے ذہن میں تھی وہ میں نے عرض کر دی۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اگر ووٹ دینا ہی پڑے تو آدمی جسے بھی ووٹ دینا چاہتا ہے اس کے عقیدے اور کردار کو دیکھ کر اس لئے ووٹ دے کہ چلو آدمی باکردار تو ہے شاید اسے برائی کرتے شرم آجائے اور کوئی نیکی کی بات بھی گزرے۔

عبادت کی قبولیت کا دارومدار

اکلِ حلال پر ہے

یعنی حلال روزی کمانا اور اس کو

کھا کر عبادت کرنا

حلال روزی پیدا کرنا بذاتِ خود ایک بڑی نیکی ہے

اگست ۹۳ء سے المرشد کا سالانہ چندہ -/۱۴۰ روپے کر دیا گیا ہے۔ اکثر خریدار -/۱۰۰ روپے یا -/۱۲۰ روپے منی آرڈر کر دیتے ہیں۔ ایسے خریداروں سے گذارش ہے کہ وہ -/۴۰ روپے یا ۲۰ روپے بقایا بھی المرشد کے نام منی آرڈر کر دیں۔

اذان اور اقامت سے متعلق بعض احکام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جب تم اذان دو تو آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو اور وقفہ دیا کرو) اور جب تم اقامت کہو تو رواں کہا کرو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ دیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کو استنجے کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے۔ اور کھڑے نہ ہوا کرو جب تک کہ مجھے دیکھ نہ لیا کرو۔"

(جامع ترمذی)

سعد قرظ جو مسجد قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کیے ہوئے مؤذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت وہ اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں، آپ نے ان سے فرمایا "ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہو جائے گی"۔

(سنن ابن ماجہ)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ اذان کہنے والے قیامت کے دن دوسرے سب لوگوں سے دراز گردن (یعنی سربلند) ہوں گے"

(صحیح مسلم)

خانہ بدوش
مسلمان
یا
کافر
ایک المیہ
ایک سوال؟

جس طرح ہمارے ملک میں خانہ بدوش پھرتے ہیں نہ کبھی حکومت نے، نہ کسی مولوی نے، نہ کسی پیر نے یہ سوچنے کا تکلف ہی کبھی نہیں کیا۔ یہ جو دنیا بھر پھر رہے ہیں کون ہیں؟ مسلمان ہیں کافر ہیں۔ ان کی تعداد کتنی ہے، یہ کھاتے کہاں سے ہیں، ان کے علاج معالجے کا کیا بندوبست ہے، ان کے بچوں کی تعلیم کا کبھی کسی نے نہیں سوچا۔ حتیٰ کہ حد یہ ہے کہ انہیں تبلیغی جماعت نے بھی آج تک نہیں پوچھا جو گھر گھر جاتے ہیں۔ انہیں بھی خیال نہیں آیا۔ آخر یہ بھی اس ملک کے شہری ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شہریوں میں کسی نے شمار ہی نہیں کیا۔ ان کا گھر ہے نہ گھاٹ نہ جائیداد ہے اب ان سے جو بات کرے گا ان کو کچھ دینا ہی پڑے گا ان سے لینا کچھ نہیں۔

(حضرت مولانا محمد اکرم)

آدابِ معاشرت و خورد و نوش

مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر لازم ہے کہ ہمارا ہر عمل اسلام کے وضع کردہ سنہری اصولوں کے مطابق ہو۔ اسی طرح اسلام نے ہمارے لئے کچھ آداب معاشرت و خوردونوش مقرر کئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر ہم دنیا جہاں کی بھلائی سمیٹ سکتے ہیں۔

۱۔ جب بھی کھانا کھانے بیٹھو! بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ؕ پڑھ کر شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اگر برتن میں کھانے کی چیز کئی قسم کی ہے مثلاً کئی طرح کا پھل میوہ، شیرینی وغیرہ تو اس وقت جو مرغوب ہو جس طرف سے چاہو اٹھالو۔

۲۔ اگر ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر گر جائے۔ اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو۔ تکبر مت کرو۔ یہ نعمت ہے۔ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔

۳۔ اگر کسی محفل میں کھانا کھانے کا اتفاق ہو۔ اور کھانا کم ہو۔ آدمی زیادہ تو سب آدھا آدھا پیٹ کھالیں۔ یہ نہیں کہ ایک تو سیر ہو کر کھاوے۔ اور دوسرا پیٹ پیٹتا رہ جاوے۔

۴۔ پیاز، لہسن خام یا کوئی اور بدبو دار چیز کھا کر مجمع میں نہ جاؤ۔ کہ لوگوں کو تکلیف ہو گی۔

۵۔ بہت جلتا کھانا مت کھاؤ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

۶۔ کھانا سب مل کر کھاؤ۔ اس میں برکت ہوتی ہے۔

۷۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے۔

۸۔ مہمان کی خاطر مدارت جی جان سے کرو۔ اس میں بخل سے کام نہ لو۔ مہمان اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔

۹۔ پانی ایک سانس میں مت پیو۔ تین سانس میں پیو۔ اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کر لو۔ پانی بسم اللہ کہہ کر پیو۔ اور پی کر الحمد للہ کہو۔

۱۰۔ کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس لے جاؤ تو ڈھانک کر لے جاؤ۔

۱۱۔ کھانے کے قبل اور بعد میں ہاتھ دھوؤ، کلی کرو۔

۱۲۔ اگر کھانا شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا بھول جاؤ۔ تو جب یاد آئے تو پڑھو۔ بِسمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ

۱۳۔ جس برتن کا کنارا ٹوٹا ہوا ہو تو ٹوٹی ہوئی جگہ پر منہ لگا کر مت پیو۔

۱۴۔ کھانا تواضع کے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ۔ متکبروں کی طرح تکیہ لگا کر مت کھاؤ۔

۱۵۔ بلا ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔ اس کی سختی سے تاکید ہے۔

۱۶۔ جس چیز میں سب انگلیاں نہ لگانی پڑیں۔ اس کو تین انگلی سے کھاؤ۔

۱۷۔ بلا بھوک کھانا مت کھاؤ۔ اور جب تھوڑی سی بھوک رہ جائے تو ہاتھ کھینچ لو۔

۱۸۔ بالکل سونے کے وقت مت کھاؤ۔ اس سے بدہضمی کا ڈر ہے۔

۱۹۔ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے رزاق کا شکر بجا لاؤ۔ اور یہ دعا پڑھا کرو۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ المُسلِمِینَ۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ جس نے ہمیں کھلایا، پلایا اور مسلمان بنایا۔